بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جمالِ و حُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

الفرقان

جولائی ۱۹۶۵ء

مدیر مسئول
ابو العطاء جالندھری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفرقان کا شہید نمبر

حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

انشاءاللہ العزیز ماہنامہ "الفرقان" کا شہید نمبر ایک خاص نمبر ہو گا ۔ یہ نمبر حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کے ذکر خیر پر مشتمل ہو گا ۔ جنہیں آج سے ساٹھ برس قبل سر زمین کابل میں سنگساری کے ذریعہ شہید کیا گیا تھا ۔ اللہ تعالی کے فضل سے جملہ مستند معلومات اور پورے واقعات کواس نمبر میں یکجا شائع کیا جائیگا ۔ اہل قلم حضرات اور اصحاب ذوق شعراء صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ اس خاص نمبر کے لئے اپنے رشحات قلم ارسال فرمائیں ۔

قومیں شہیدوں کے ذکر سے زندہ رہتی ہیں ۔ شہید قوم کے لئے رگ زندگی کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ وہ خود بھی زندہ ہیں اور ان کا ذکر بھی زندگی بخش ہوتا ہے ۔ حضرت صاحبزادہ صاحب رضی اللہ تعالی عنہ نے جس ثبات ، مومنانہ شجاعت اور اخلاص سے قربانی پیش کی ہے وہ ہم سب کے لئے نمونہ ہے ۔

یہ نمبر عنقریب شائع ہونے والا ہے مہینے کا تعین جلد ہو جائیگا ۔

ایڈیٹر الفرقان ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ **الفرقان** ربوہ

جلد ۱۵ ـــــــ شمارہ ۷

جولائی سنہ ۱۹۶۵ء

ربیع الاوّل سنہ ۱۳۸۵ھ

سالانہ چندہ پیشگی
پاکستان و بھارت :۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ چھ روپے
دیگر ممالک :۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تیرہ شلنگ

ایڈیٹر :۔
ابوالعطاء جالندھری

مینجر :۔
عطاء المجیب راشد

ترتیب

• اسلام کا معیارِ نجات ـــ ایڈیٹر ـــ ص ۲
(ویدک دھرم، عیسائیت اور اسلام میں موازنہ)

• شذرات ـــ " ـــ ص ۶

• سیرۃ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تقریر ابوالعطاء جالندھری ـــ ص ۹

• جلوۂ طور (نظم) ـــ جناب نسیم سیفی ـــ ص ۲۹

• تبلیغِ دینِ خیر رسلؐ ہے ہمارا کام (نظم) ـــ جناب محمد صدیق فاضل امرتسری ص ۳۰

• سلام بحضور حضرت خیر البشر خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم
(حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ) ـــ ص ۳۱

• الٰہی جماعتوں میں اتحاد و اتفاق کی اہمیت
(جناب مسعود احمد خان صاحب دہلوی بی۔اے) ـــ ص ۳۳

• تمثیلاتِ محمود ـــ جناب محمد اسلم صاحب سجاد ـــ ص ۳۹

• حاصلِ مطالعہ ـــ جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد ـــ ص ۴۰

• حضرت مسیح کی صلیبی موت ـــ ایڈیٹر ـــ ص ۴۵
(پادری روشن خان بھی پھر گئے)

• متفرقات ـــ ادارہ ـــ ص ۴۷

سُرخ نشان

اِس دائرہ ◯ میں ضرب × کے سُرخ نشان کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا چندہ ختم ہے۔ براہِ مہربانی اپنا چندہ جلد بھجوا دیں ورنہ اگلا پرچہ آپ کے نام وی پی ہوگا۔ جسے آپ ضرور وصول فرمائیں۔

(مینجر)

خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب آف لندن

بعض دوست دریافت کر رہے ہیں کہ الفرقان (اپریل ۶۵ء) میں شائع شدہ پچیس ۲۵ سوالات کا خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب نے کوئی جواب دیا ہے؟ اطلاعاً تحریر ہے کہ ابھی تک سوالات کا کوئی جواب خواجہ صاحب نے نہیں دیا۔ ہمیں انتظار ہے۔

(ایڈیٹر)

(ضیاء الاسلام پریس ربوہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام کا معیارِ نجات

ویدک دھرم، عیسائیت اور اسلام میں ایک موازنہ

ویدک دھرم، عیسائیت اور اسلام تینوں مذاہب **نجات** کے قائل ہیں۔ تینوں کا اتفاق ہے کہ اس دنیا کی زندگی کے بعد انسان کے لئے ایک اور زندگی ہے جہاں اپنے اعمال کے مطابق اسے **جزا و سزا** ملتی ہے اور جہاں اسے **جنّت و دوزخ** میں داخل کیا جاتا ہے۔ کیفیت اور کمیت میں یا نوعیت بیان میں اختلاف ضرور ہے مگر بنیادی طور پر تینوں مذاہب نجات کے قائل ہیں اور اسے **اُخروی زندگی** سے متعلق قرار دیتے ہیں۔

ویدک دھرمیوں کا عقیدہ ہے کہ انسان گناہوں کی سزا یا جنم مرن کے چکّر **تناسخ** سے مخلصی حاصل کرکے ایک لمبے زمانہ کے لئے **مکتی خانہ** میں جا سکتا ہے جس زمانہ کے ختم ہونے پر اسے پھر **آواگون** کے چکّر میں ڈال دیا جاتا ہے۔ گویا یہ لوگ **محدود نجات** کے قائل ہیں۔ نجات کے اس نظریہ کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کا یہ بھی اعتقاد ہے کہ جہاں تک انسان کے گناہ کی **معافی** کا سوال ہے ایشور اس بارے میں سراسر بے بس ہے۔ وہ کسی انسان کا گناہ بخش نہیں سکتا۔ گنہگار کو بہرحال سزا برداشت کرنی پڑے گی اور اسے کتّا، بندر، سؤر وغیرہ کی جونوں میں ضرور جانا پڑیگا۔ ویدک فلاسفی پر غور کرنے سے ظاہر ہے کہ درحقیقت وہاں نجات کا سوال ہی ایک معمّہ ہو کر رہ گیا ہے۔ بھول چوک یا ناواقفی کی بناء پر ویدوں کی خلاف ورزی بھی گناہ قرار پاتی ہے اور اس پر بھی سزاؤں کا ایسا طولانی سلسلہ ہے کہ انسان کے لئے نجات کا خیال ایک **خوشنما تصوّر** سے زیادہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ نہ کوئی ہندو سراسر بے گناہ ہوتا ہے اور نہ اسے مکتی نصیب ہو سکتی ہے۔

عیسائیت کہتی ہے کہ نجات تو ہونی چاہئے مگر گنہگار انسان کی نجات کا کوئی سوال ہی نہیں۔ انسان کتنا بھی پارسا ہو، کتنا بھی پرہیزگار ہو، وہ بہرحال گنہگار ہے کیونکہ عیسائیت کے نزدیک حضرت حوّا اور حضرت آدم نے گندم کا دانہ کھا کر جو گناہ کیا تھا وہ تمام نسلِ انسانی میں سرایت کر گیا ہے۔ سب آدم زاد گنہگار قرار پائے، سب حوّا زادیاں گنہگار ٹھہریں۔ عیسائیوں کے نزدیک **خدا باپ** تو ہے مگر وہ ایسا باپ ہے جو کسی بیٹے کا گناہ **بدلہ** لئے بغیر معاف نہیں کرتا اسلئے انسانوں کو نجات دینے کے لئے اسے سوچتے سوچتے **انیس سَو** (۱۹۰۰) **برس** پیشتر یہ طریقہ سوجھا کہ اپنے

"اکلوتے" کو یہودیوں کے ہاتھوں صلیب پر مروا دیا اور اُسے تین دن تک **ہاویہ** میں رکھ کر تمام ان لوگوں کے بدلے کی سزا دیدی جو مسیح کی صلیبی موت پر ایمان لائیں۔ اس طرح عیسائیت کے نزدیک نجات کی ایک راہ پیدا ہوئی مگر وہ یہ شرط کرتی ہے کہ صلیبی موت کو ماننے سے صرف گزشتہ گناہ بخشے جائیں۔ اگر بعد میں کوئی گناہ ہو گیا تو اس کا کوئی کفارہ نہ ہوگا بلکہ اس کی سزا بہرحال ملے گی اور گنہگار عیسائی کو ضرور جہنم میں جانا پڑے گا۔ پھر عیسائیت کے نزدیک جہنم ابدی ہے غیر محدود ہے جہاں **ہمیشہ** کے لئے رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔ ظاہر ہے کہ عیسائیت کے اس نظریہ کے رُو سے نصاریٰ کے لئے بھی نجات ایک **خوشنما تخیل** سے زیادہ وقیع نہیں۔ کونسا ایسا عیسائی ہے جس نے صلیبی موت کو ماننے کے بعد گناہ نہیں کیا؟

اسلام کے نزدیک انسان ایک نہایت بلند مقصد کے لئے تخلیق ہوا ہے۔ نجات تو گناہوں سے بچنے یا ان کی سزا سے محفوظ رہنے کا ہی نام ہے اسلامی نقطۂ نگاہ سے یہ ایک اچھا مقصد ہونے کے باوجود صرف ایک منفی مقصد ہے اور انسان کی پیدائش ایک بلند و بالا **مثبت** مقصد کے لئے ہے۔ اسلام مومنوں کے لئے صرف نجات کا ہی دعویدار نہیں بلکہ وہ ایماندار انسان کے لئے **فوز و فلاح** کا دعویدار ہے۔ یعنی اسلام کے نزدیک انسانی روح اللہ تعالیٰ سے لازوال اور غیر محدود تعلق کے لئے پیدا ہوئی ہے' وہ اس کے رنگ میں رنگین ہونے اور اس کی صفات کو اپنانے کیلئے پیدا ہوئی ہے۔ گناہوں سے بچنا بھی کمال ہے مگر **منفی کمال**' لیکن نیکیوں کا اختیار کرنا اعلیٰ کمال ہے جو **مثبت کمال** ہے۔ اسی کو اسلامی اصطلاح میں **فوز و فلاح** کہتے ہیں۔ پس اسلام **نجات** سے بڑھ کر فلاح کو انسان کا نصب العین قرار دیتا ہے۔ اسلام کے رُو سے معاند گنہگار بھی سزا کے بعد آخر کار نجات پائیں گے۔ جہنم ختم ہو جائے گی اور سب انسان علیٰ قدر المراتب معرفتِ الٰہی کی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور تخلیقِ بشریت کا مقصد کامل طور پر پورا ہوگا۔

قرآن مجید کے مطابق انسان میں نیکی اور بدی کے اختیار کرنے کی استعداد موجود ہے وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا۔ بدی کا زہر بھی اس کے اندر موجود ہے اور اس زہر کا **تریاق** نیکی کی قوت بھی اسکے اندر موجود ہے۔ جہاں قدرت نے انسان کو گناہ سے ملوث ہونے کی طاقت بخشی ہے اسی طرح اس نے اسے محو و زائل کرنے کی قوت بھی عطا کی ہے۔ کائنات میں اشیاء کو جلانے والی آگ بھی پائی جاتی ہے تو آگ کو بجھانے والا پانی بھی موجود ہے۔

اسلامی نقطۂ نظر سے یہ سراسر غیر معقول ہے کہ گناہ کا زہر تو انسان کے دل سے پیدا ہو مگر سچی توبہ کا تریاق انسان کے دل سے پیدا نہ ہو سکے اسلئے اسلام نہ تو اس کا قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کے باوجود گناہ بخش نہیں سکتا اور نہ ہی وہ اسے درست ٹھہراتا ہے کہ زید کے گناہ کی بخشش کے لئے بکر خودکشی کرے بلکہ اسلام کے نزدیک گنہگار کو اپنی صلیب خود اٹھانی پڑے گی اور اسے گناہ کی میل کچیل کو دھونے کے لئے سچی توبہ کے مجاہدہ سے کام لینا پڑے گا۔ دل اور آنکھوں کے آنسوؤں سے پاکیزگی حاصل کرنی پڑے گی۔ اندریں صورت اللہ تعالیٰ انسان کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔ فرمایا

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعاً۔ گناہ گارو! خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو اللہ تعالیٰ سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔

اسلام کا یہ **اُمید افزا پیغام** گناہوں میں لت پت انسانوں کے لئے **اُمید کی کرن** ہے کیونکہ مایوسی بدیوں کے انبار در انبار پیدا کر دیتی ہے اور مایوس انسان نیکی کی طرف قدم اُٹھا ہی نہیں سکتا۔ اسلام کا یہ پیغام بھی بوجھوں کے نیچے دبی ہوئی انسانیت کے لئے زندگی بخش پیغام تھا۔ اس نے **مزید احسان** یہ فرمایا کہ عام انسانوں کی فطری کمزوری اور خلقی ضعف کے پیشِ نظر **معیارِ نجات** بھی ایسا پیش کیا جو **معقول** اور **فطرت** کے عین مطابق ہے۔

ادیانِ ثلاثہ اس دنیا کو **دار العمل** مانتے ہیں اور اُخروی زندگی کو ہی **اصل** جانتے ہیں۔ قرآن مجید بھی فرماتا ہے وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ (عنکبوت ۶۴) کہ آئندہ آنے والی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے۔ پس یہ دنیا تو آخرت کے لئے کھیتی ہے۔ یہ تو **امتحان کی جگہ** ہے۔ اس جگہ کے اعمال کا پورا ثمرہ اگلے جہان میں ملیگا۔ اب قابلِ غور امر یہ ہے کہ تینوں مذاہب ویدک دھرم، عیسائیت اور اسلام نے انسان کے لئے اس **امتحان کا معیار** کیا مقرر رکیا ہے جسے حاصل کر لینے والا کامیاب قرار پائے گا؟ آگے کامیاب ہونے والوں کے درجات ضرور ہوں گے مگر اگلی زندگی کے لئے وہ سب حسب درجات اہل تو قرار دیئے جائیں گے۔ اس پہلو سے بھی اسلام کی برتری روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ ویدک دھرم کے نزدیک اگلی زندگی کی اہلیت کا معیار یہ ہے کہ انسان گناہوں اور غلطیوں سے سراسر صاف ہو۔ مسیحیت کے نزدیک بھی گناہوں سے کامل پاکیزگی ہی انسان کو اگلے جہان کی زندگی کا اہل ثابت کر سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ عام کامیابی کے لئے یہ معیار انسانوں کی طبعی کمزوری کے پیشِ نظر انتہائی سخت معیار ہے اور انسان اس پر پورے نہیں اُتر سکتے۔ انسانی امتحانات میں پاس ہونے کے لئے جو معیار مقرر کئے جاتے ہیں وہ بالعموم ۳۳ فیصد، ۴۰ فیصد یا ۵۰ فیصد ہوتے ہیں ہاں اعلیٰ نمبر حاصل کرنے والے **خاص انعامات** کے مستحق قرار پاتے ہیں۔ پاس ہونے کے لئے امتحانات میں مذکورہ بالا معیار ہی مقرر ہوتے ہیں اور یہی فطرت کے مطابق ہے۔

اسلام نے نجات کی اہلیت و عدم اہلیت کا معیار یعنی پاس و فیل ہونے کے لئے معیار آیات ذیل میں ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

(۱) فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۝ (القارعۃ ۶-۹)

ترجمہ: "جس جس شخص کے (نیک اعمال کے) پلڑے بھاری ہوں گے وہ کامیاب زندگی میں ہوں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے ان کا ٹھکانہ گڑھا یعنی جہنم ہوگا۔"

(۲) فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ
مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ○
(المومنون ۱۰۲-۱۰۳)

ترجمہ: پس جن کے نیک اعمال کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ کامیاب قرار پائیں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہی ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خسارہ میں ڈالا۔ وہ لمبے عرصہ تک جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔"

(۳) وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ِالْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ○ (الاعراف ۸-۹)

ترجمہ۔ اس دن وزن صحیح طور پر ہوگا۔ جن کے نیک اعمال والے پلڑے بھاری ہوں گے وہ کامیاب قرار پائیں گے اور جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے وہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ہماری آیات پر ظلم کرنے کے باعث اپنے آپ کو خسارہ میں ڈالا۔"

قرآن مجید کی ان آیات میں اعلان فرمایا گیا ہے کہ اس دنیا کے روحانی امتحان میں پاس ہونے کا **اقلّ معیار** یہ ہے کہ انسان کی نیکیاں اس کی بدیوں سے زیادہ ہوں۔ گویا اس مقابلہ میں جو شخص ۵۱ نمبر لے لیگا وہ کامیاب ہوگا البتہ زیادہ نمبر پانے والے **اعلیٰ درجات** حاصل کریں گے اور ان کے جنت میں اونچے مقامات ہوں گے۔ بہرحال اکاون فیصدی نمبر حاصل کرنے والے کامیاب قرار دیئے جائیں گے اور وہ اُخروی زندگی کی **لامحدود ترقی** کی راہ پر گامزن ہو جائیں گے۔ اسلام کا یہ معیارِ نجات فطرت کے عین مطابق اور نہایت معقول ہے اور اس پر ذرا سا تدبر کرنے سے اسلام کی دیگر ادیان پر فضیلت و برتری روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین +

شیخ مصری صاحب سے تحریری مناظرہ

ہم نے الفرقان کے شمارہ (مئی جون ۶۵ء) میں شیخ مصری صاحب کے بارے میں لکھ دیا تھا کہ:
"ہم شیخ صاحب سے اس موضوع پر کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام واقعی طور پر زمرۂ انبیاء میں شامل ہیں تحریری مناظرہ کے لئے تیار ہیں۔ کُل سات پرچے ہوں گے چار مدعی کے اور تین معترض کے۔"

اب شیخ صاحب نے راہِ فرار یوں اختیار کی ہے کہ میں مسیح موعودؑ کا زمرۂ اولیاء سے ہونا علیحدہ ثابت کروں گا اسکے بھی سات پرچے ہوں گے۔ گزارش ہے کہ آپ یہ مناظرہ ان لوگوں سے کریں جو حضرت اقدسؑ کے زمرۂ اولیاء میں سے ہونے کے منکر ہوں ہمارے نزدیک تو ہر نبی بہرحال ولی ہوتا ہے۔ کیا شیخ صاحب کبھی تو معقول رویہ اختیار فرمائیں گے؟ +

شذرات

۱۔ عقیدۂ تثلیث بعد کی "ایجاد" ہے

مسیحی ماہنامہ اخوت لاہور لکھتا ہے "عہد عتیق میں پاک تثلیث کا کوئی صاف و صریح اور واضح طور پر بیان نہیں ہوا" آگے چل کر حواریوں کے متعلق لکھا ہے کہ:-

"سب سے پہلے تو وہ ایک شخص کو ملے پھر اسی شخص کو پہلے تو انہوں نے بحیثیت استاد قبول کیا پھر بطور دوست تسلیم کیا۔ پھر بمنزلت مسیح موعود مانا اور پھر اور تدریجاً رفتہ رفتہ آہستہ آہستہ اور درجہ بدرجہ بحیثیت خداوند عہد عتیق میں یونانی لفظ جو یہواہ کے لئے مستعمل ہوا ہے اور خدا اور زندہ منجی و شفیع باور و یقین کیا۔ وہ اسکے ساتھ رہے۔ اس پر ایمان لائے اور اس کی خدمت کے لئے انہوں نے اپنے کو وقف کر دیا اور پھر ضروریات زندگی میں سے ایک ضروری چیز کی حیثیت سے وہ اس کی تبلیغ و تبشیر کو بھی نکلے اور گئے۔ پر پھر بھی تثلیث پاک کا کوئی صاف و صریح اور باضابطہ و باقاعدہ علمی عقیدہ و اصول اور نظریہ و مسلمات ان کے پاس نہ تھا" (اخوت جون ۶۵ء صـ)

جب تثلیث کا کوئی صاف بیان تورات میں نہیں حواریوں کو آخر وقت تک اس عقیدہ کا باضابطہ علم نہ تھا تو کیا اس سے ثابت نہیں کہ تثلیث کا عقیدہ بعد کی ایجاد ہے۔ یہ خدائی تعلیم نہیں۔ یونانیوں سے اخذ کیا گیا ہے ورنہ بطور بنیادی عقیدہ اسے نہایت واضح طور پر تورات میں مذکور ہونا چاہیئے تھا اور حضرت مسیحؑ کو اس کی تعلیم دینی چاہیئے تھی۔ پس عقیدۂ تثلیث کا بطلان ظاہر ہے۔

۲۔ جناب مودودی صاحب کی عربی دانی

ایک ندوی عالم لکھتے ہیں کہ:-

"مولانا (مودودی صاحب) کی عربی دانی کے بارے میں تو آٹھ نو سال قبل مولانا منظور نعمانی اور مولانا امین احسن اصلاحی کا یہ چشم دید واقعہ منظر عام پر آچکا ہے کہ وہ مشکوٰۃ شریف بھی نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ اور موصوف و پرویز میں کوئی فرق نہیں۔ اور وہ جب مصر آئے تو میں نے بھی دیکھا کہ موصوف ایک جملہ بھی عربی کا نہ صحیح طور پر بول سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے۔" (صدق جدید لکھنؤ ۲۵ رجون ۶۵ء صـ)

۳۔ جہاد اور غیر مسلم حکومتوں کی اطاعت کے بارے میں شاہ فیصل کا اعلان

جلالۃ الملک شاہ فیصل نے اس سال حج کے موقعہ پر رابطۃ العالم الاسلامی مکہ مکرمہ کے اجتماع میں فرمایا:-

"انکم ایھا الاخوۃ الکرام مدعوون لترفعوا علم الجھاد فی سبیل اللہ ولیس

الجہاد ھو فقط حمل البندقیۃ او تجرید السیف وانما الجہاد ھو الدعوۃ الی کتاب اللہ وسنۃ رسولہ والتمسک بھا والمثابرۃ علی ذلک مھما اعترضتنا المشاکل او المصاعب او المتاعب۔"

ترجمہ:- اے معزز بھائیو! تم سب کو جہاد فی سبیل اللہ کا عَلَم بلند کرنے کے لئے بلایا گیا ہے۔ جہاد صرف بندوق اٹھانے یا تلوار لہرانے کا نام نہیں بلکہ جہاد تو اللہ کی کتاب اور رسول مقبول صلعم کی سنّت کی طرف دعوت دینے، اس پر عمل پیرا ہونے اور ہر قسم کی مشکلات، دقتوں اور تکالیف کے باوجود استقلال سے اس پر قائم رہنے کا نام ہے۔" (ام القریٰ مکہ معظمہ ۲۴ر اپریل ۱۹۶۵ء)

غیر مسلم حکومتوں کے ماتحت جو مسلمان رہتے ہیں ان کے متعلق جلالۃ الملک نے فرمایا:-

"ھؤلاء علیھم ان یقوموا بما یجب علیھم من خدمۃ دینھم واتباع ما أمر اللہ سبحانہ وتعالیٰ ونحن لا ندعو ھؤلاء الاخوان ان یثوروا فی وجہ دولھم وأن یقوموا بما ھو خارج عن النظام ولکن أن یحکموا کتاب اللہ وسنۃ رسولہ فیما بینھم وفی نیاتھم وعقائدھم وان یسالموا من سالمھم والا یکونوا عنصراً ھداماً أو مخرباً۔"

ترجمہ:- ان (غیر مسلم حکومتوں میں رہنے والے مسلمانوں) پر جو خدمت دین اور اللہ تعالیٰ کے اوامر کی اتباع واجب ہے انہیں اسے ادا کرنا چاہیئے۔ ہم ان بھائیوں کو ہرگز یہ نہیں کہتے کہ اپنی حکومتوں کے نظام کے خلاف کھڑے ہو جائیں اور بغاوت کریں ہاں انہیں باہمی اپنے عقائد اور نیتوں کی حد تک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنّت نبوی کو حَکَم ٹھہرانا چاہیئے نیز جو حکومتیں انہیں امن دیتی ہیں انہیں ان سے صلح سے رہنا چاہئے وہ اپنے ممالک میں نظام کو توڑنے والے یا تخریبی عنصر ہرگز نہ بنیں۔" (ام القریٰ مکہ معظمہ ۲۴ر اپریل ۶۵ء)

بھارت کے روزنامہ ساتھی (پٹنہ) میں جلالۃ الملک کی تقریر کا خلاصہ برقیات کے مطابق مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع ہوا ہے:-

"جن ممالک میں مسلمان اقلیت میں ہیں ان کو مشورہ دیا گیا کہ وہ ایک سچے مسلمان کی زندگی بسر کریں اور حکومت وقت کے خلاف بغاوت نہ کریں اور پُرامن زندگی گزاریں جو اسلام کی تعلیم ہے۔" (ساتھی ۲۲ر اپریل ۶۵ء صٓ)

غیر مسلم حکومتوں کی اطاعت اور جہاد کے بارے میں یہی اسلامی تعلیم پون صدی قبل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی تھی جس پر "علماء" نے آج تک ناحق شور مچا رکھا ہے وہ بتلائیں کہ وہ اب جلالۃ الملک کے اعلانِ حق پر کیوں خاموش ہیں؟

۴۔ بغیر کسی مصلحت کے جہاد؟

حضرت شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش فرماتے ہیں:-

"ایک مسلمان کی زندگی کا کمال یہی ہے کہ اس میں علم و عمل کی ہم آہنگی ہو۔ عمل کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو علم کی روشنی کے بغیر فائدہ مند نہیں ہوتا۔ اس کی مثال یہ سمجھئے کہ کوئی شخص جسے عمل کی دھن ہے ہر وقت اور ہر جگہ نماز ہی پڑھتا رہتا ہے ...... یا **بغیر کسی مصلحت کے جہاد کے لئے ہر وقت آمادہ** رہتا ہے۔ کیا ایسے عامل کو اس کے عمل کا اجر و ثواب مل سکتا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں" (چٹان لاہور ۲۱ جون ۶۵ء)

ایڈیٹر صاحب الاعتصام جو ہمارے الفاظ "**بے وقت** جنگ و جدال" پر بے وجہ سیخ پا ہو رہے ہیں حضرت داتا گنج بخش کے الفاظ پر غور فرمائیں۔

۵۔ آیت استخلاف سے تنظیم اہلحدیث کے استدلال کی تردید

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور لکھتا ہے:۔

"مرزائیوں کے ایک جریدہ الفرقان ربوہ نے مندرجہ بالا آیت (آیت استخلاف) سے یہ استدلال کیا ہے کہ خلیفہ خدا کا مقرر کردہ ہوتا ہے اسلئے اسکا عزل بھی ممکن نہیں ہوتا۔ ہمارے نزدیک یہ غلط بات ہے بلکہ یہ شیعیت ہے کیونکہ آیت میں استخلاف کا وعدہ ملت اور قوم سے ہے فرد سے نہیں ہے اسلئے خلیفہ کے عزل اور نصب کے سلسلہ میں اسی کا فیصلہ آخری اور حتمی ہوتا ہے۔" (۲ جولائی ۶۵ء)

ہمارے استدلال کے دو پہلو ہیں (۱) خلیفہ خدا کا مقرر کردہ ہوتا ہے (۲) خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کا عزل ممکن نہیں ہوتا۔ مدیر تنظیم اسے "**شیعیت**" قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ دونوں باتیں نصوص قرآنی و حدیثی سے ثابت ہیں آیت میں لیستخلفنّہم کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اسلئے بالبداہت ثابت ہو گیا کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے اپنے پہلے ہی خطبہ میں فرمایا تھا وقد استخلف اللہ علیکم خلیفۃ لیجمع بہ الفتکم ویقیم بہ کلمتکم (دائرۃ المعارف مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۷۵۸) گویا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کو خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ خلافت قرار دیا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ یقمصك قمیصاً فان ارادك المنافقون علی خلعہ فلا تخلعہ لہم کہ اے عثمان! اللہ تعالیٰ تجھے ردائے خلافت پہنائیگا اگر منافق تجھ سے یہ ردا چھینتا چاہیں تو اُن کی بات نہ ماننا۔ پس ظاہر ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور خدا کے خلیفہ کا عزل ممکن نہیں۔ خلفاءِ راشدین کے عزل کی کوشش کرنے والے منافق قرار پاتے ہیں۔ جب یہ بات قرآن مجید اور حدیث نبویؐ سے ثابت ہے تو اسے "شیعیت" کہہ دینے سے آپ اس کی تردید نہیں کر سکتے۔ استخلاف کا وعدہ ضرور مسلمان قوم سے ہے لیکن اسے خلفاءِ راشدین کو معزول کرنے کا تو اختیار نہیں دیا گیا۔ وہ آیت آپ پیش فرمائیں جس میں یہ ذکر ہے۔ لفظ کما استخلف الذین من قبلہم میں تصریح موجود ہے کہ جس طرح پہلے شخصی خلفاء ہی ہوئے تھے یہاں بھی ہوں گے ✦

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

سیرۃ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

سیرت کا مفہوم

حضرات! تقریر کا عنوان سیرۃ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مقرر ہے۔ انسان کی سیرت، اس کے اخلاق، اور اس کا کردار وہ **شیریں پھل** ہے جو ایمان اور عقیدہ کے درخت کو لگتا ہے۔ سیرۃ کا لفظ سَارَ یَسِیْرُ سے ماخوذ ہے۔ لغت میں لکھا ہے سِیْرَۃُ الرَّجُلِ : حِکَایَتُہٗ اَعْمَالَہٗ، کَیْفِیَّۃُ سُلُوْکِہٖ بَیْنَ النَّاسِ (اَلْمُنْجِد) کہ انسان کی سیرت سے مراد اس کا وہ رویّہ اور سلوک ہے جو وہ بنی نوع انسان کے ساتھ زندگی میں اختیار کرتا ہے۔ گویا سیرت اُس روح کا نام ہے جو انسانی افعال و اعمال کے پیچھے کام کرتی ہے۔ پس سیرت کا اصل مدار اس **عقیدہ اور ایمان** پر ہے جو انسان کے دل میں ہوتا ہے۔ اس عقیدہ کی پختگی، اس کی وسعت، اور اس کا خلوص انسانی سیرت کی **بنیادی اینٹ** ہے۔ جتنا جتنا یہ عقیدہ مضبوط ہوگا، اس میں جتنی جتنی وسعت ہوگی اور اس میں جس جس قدر خلوص ہوگا اسی اسی قدر صاحبِ عقیدہ کی سیرت میں پختگی، وسعت اور خلوص نمایاں نظر آئے گا۔

انبیاء کی سیرت

حضرات! نبی اپنے وقت کا **بہترین فرد** ہوتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کی ہستی، اس کی قدرتوں اور اس کے صفات پر سب سے پختہ اعتقاد ہوتا ہے اسی لئے وہ اپنی سیرت، اپنے پاک اعمال اور اپنے پُرخلوص افعال کی وجہ سے سب سے ممتاز اور سب کے لئے نمونہ ہوتا ہے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی تجلّی اور اس کی صفات پر یقین ہی انسان کو گناہوں سے بچاتا اور اسے نیکیوں پر شوق و خلوص سے آمادہ کرتا ہے۔ یہی عقیدہ و ایمان وہ شجرۂ طیّبہ ہے جسے سیرت کے شیریں اور دلربا ثمار لگتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی اس تجلّی کے مطابق ہوتا ہے جو انسان کے دل پر ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین تجلّی

معزز بھائیو! چودہ سو برس پیشتر دنیا تیرہ و تاریک تھی۔ ہر طرف کفر و شرک کا دور دورہ تھا۔ اخلاق ناپید ہو رہے تھے، روحانیت عنقا ہو چکی تھی، ظلم و تعدی کی حکومت چھا رہی تھی، انبیاء کی لائی ہوئی تعلیمات مسخ ہو چکی تھیں، مذاہب کے علمبردار بدعملی اور بداخلاقی میں بدترین

وجود بن گئے تھے۔ قرآن پاک فرماتا ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: ۴۱) کہ خشکی و تری پر فساد غالب تھا۔ ہر جگہ ابتری اور خرابی روز افزوں تھی۔ تب اس ظلمت کدہ دنیا کو بقعۂ نور بنانے کے لئے کائنات کے خالق **ربّ العالمین کی عظیم ترین تجلی** قلبِ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

در جہاں از معصیت با بود طوفانِ عظیم ÷ بود خلق از شرک و عصیاں کور و کر در ہر دیار
ہمچو وقتِ نوح دنیا بود پُر از ہر فساد ÷ ہیچ دل خالی نہ بود از ظلمت و گرد و غبار
مر شیاطین را تسلّط بود بر ہر روح و نفس ÷ پس تجلّی کرد بر روحِ محمدؐ کردگار

یہ عظیم ترین تجلی پہلوں سے بہت بڑھ کر تھی۔ پہلے تمام انبیاء و مرسلین ایک ایک قوم یا ایک ایک اُمت کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ ان کے سپرد محدود لوگوں کی اصلاح کا کام تھا۔ پھر ان کا زمانہ بھی محدود ہوتا تھا۔ اسلئے وہ سب برگزیدہ اور مقدس ہونے کے باوجود اپنے اپنے منصب کے مطابق الٰہی تجلی سے بہرہ یاب ہوتے اور اسی کا ظہور ان کی سیرتوں اور کردار میں ہوتا رہا۔ ان کو کامل تجلّی عطا نہ ہوئی۔

ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت ساری انسانیت کے لئے تھی۔ غارِ حرا میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دنیا بھر کے انسانوں کی تعلیم کے لئے مامور فرما دیا تھا۔ اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ○ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ آپؐ انسانیت کے اس رشتہ اور علاقہ کو تازہ کرنے اور اسے کمال تک پہنچانے کے لئے بھیجے گئے تھے جو ازل سے ارواحِ انسانی کو اپنے خالق سے تھا۔ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ آپؐ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ
إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ
السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَا إِلٰهَ إِلَّا
هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ (الاعراف: ۱۵۹)

اے نبی! تو اعلان کر دے کہ اے تمام لوگو! میں تم
سب کی طرف اس خدائے ربّ العالمین کا پیغامبر
ہو کر آیا ہوں جس کی آسمانوں اور زمین پر ہر جگہ
بادشاہت قائم ہے اس کے سوا اور کوئی قابلِ
پرستش نہیں صرف وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔

غرض ہمارے آقا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ساری **قوموں**، سارے **ملکوں** اور تمام **زمانوں کے لئے** ہے۔ آپؐ پر اللہ تعالیٰ نے **ربّ اسرائیل** یعنی اسرائیل کا خداوند، یا **ربّ اسمٰعیل** یعنی اسمٰعیل کا خداوند یا **ربّ الہند** یعنی ہندوستان کا خدا کی حیثیت میں تجلی نہیں فرمائی بلکہ اللہ تعالیٰ ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل تجلی کے ساتھ یعنی **ربّ العالمین** کی حیثیت میں جلوہ گر ہوا۔ قرآن پاک کی پہلی آیت میں ہی اعلان کر دیا گیا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

کہ اب خداوند عزوجل کی حمد و ستائش اس کے رب العالمین ہونے کے طور پر بحر و بر میں ہوگی اور سب جہانوں اور ساری نسلوں کو اس عظیم ترین اور مقدس ترین پیغمبر اعظم حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آستانۂ الوہیت پر جھکایا جائے گا اور ساری دنیا کی کُل انسانیت کو محبت بھرے پیغام سے نوازا جائے گا۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں ؎

انبیاء روشن گہر ہستند لیک
ہست احمدؐ زاں ہمہ روشن ترے

حضرات! ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی کامل تجلّی کا لازمی نتیجہ تھا کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کی ہستی، اس کی قدرتوں اور اس کی صفات پر ایمان و یقین کے لحاظ سے سب نبیوں سے بڑھ کر ہوتے اور آپؐ کی **سیرت** اور آپؐ کے **فیضان** میں بھی اس کا نمایاں جلوہ نظر آتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس محبوب ازلی سے آپؐ کو اتنا مستحکم پیوند تھا اور آپ اس کے عشق میں اس طرح کھوئے گئے تھے کہ انسانی عقل اس کے تصور سے قاصر ہے۔ یہی وہ رازوں کا راز اور وراء الوراء بھید ہے جسے خود اللہ تعالیٰ نے بھی دَنیٰ فَتَدَلّٰی فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کے آخر حصہ میں مجمل کر دیا ہے کیونکہ انسانوں کی اس کے ادراک تک رسائی نہ تھی ؎

وَرَاءَ ذَالِكَ فَلَا اَقُوْلُ لِاَنَّهٗ ؞ سِرٌّ لِسَانُ النُّطْقِ عَنْهُ اَخْرَسُ

پھر اسی کامل تجلّی کا فیضان تھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کے لئے **رسولِ رحمت** کے طور پر مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء: ۱۰۸) اے نبی! ہم نے آپ کو سب لوگوں، تمام قوموں اور تمام طبقات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپؐ کی دعوت بنی اسمٰعیل یا عرب سے مخصوص نہیں اور آپؐ کا پیغام کسی ایک زمانہ کے لئے نہیں بلکہ آپ تو لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (الفرقان: ۱) کے مصداق ہیں۔ سب احمر و اسود آپؐ کے مخاطب ہیں اور سب مشرقی و مغربی آپؐ کے فیضان سے فیض یافتہ ہیں ؎

منتِ او بر ہمہ سرخ و سیاہے ثابت است
آنکہ بہر نوعِ انسان کرد جانِ خود نثار

محکم یقین و ایمان

حضرات! ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی بنیاد اس محکم یقین اور ایمان پر تھی کہ اس عالَم کون و مکان کا ایک **واحد و یگانہ** خدا ہے۔ وہ سب خوبیوں کا سرچشمہ اور تمام اعلیٰ صفات سے متصف ہے۔ وہ ذرہ ذرہ کا خالق ہے۔ اس کے سوا ہر چیز اس کی مخلوق

ہے سب انسان اسی واحد و یگانہ خدا کے پیدا کردہ ہیں اسلئے بلحاظِ انسانیت سب **مساوی** اور برابر ہیں سب یکساں احترام کے مستحق ہیں سب کا مال و جان اور عزت و ناموس قابلِ حفاظت ہے۔ گویا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی اساس اللہ تعالیٰ کی **توحید کامل** اور بنی نوع انسان کی **مساوات** کا عقیدہ ہے۔ یہ عقیدہ آپؐ کے دل میں اتنا پختہ اور اتنا راسخ تھا کہ پہاڑوں کا اپنی جگہ سے ٹلنا ممکن ہے مگر اس عقیدہ کو کسی تخویف یا ترغیب سے جنبش نہیں دی جا سکتی تھی اور نہیں دی جا سکی۔ لوگ حیران ہیں، مورخ ششدر ہیں کہ وہ کونسی قوت تھی اور وہ کتنا جذب تھا جس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے آپؐ کے ایسے عاشق و فریفتہ ہو جاتے تھے کہ انہیں اپنی جائدادیں، اپنے اموال، اپنے اوطان اور اپنے عزیز و اقارب کو ترک کرنا ذرہ بھر دو بھر معلوم نہ ہوتا تھا۔ انہوں نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی جگہ خون بہایا اور اپنی جانیں حضورؐ کے قدموں میں نچھاور کر دیں۔ عشق و محبت کی یہ غیر معمولی داستان اس آسمان کے نیچے اس انوکھے **طرز پر صرف ایک مرتبہ** ہی دُہرائی گئی ہے۔ نبی تو بے شک بہت آئے اور اُمتیں بھی بہت ہوئیں مگر نہ ایسا نبی آیا اور نہ ایسی اُمت چشمِ فلک نے دیکھی جیسے نبی ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جیسی اُمت آپؐ کی اُمت تھی۔ رضی اللہ عنہم۔

لوگ حیران ہیں کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ مگر حیران ہونے کی کوئی جگہ نہیں، یہ عشق و محبت **دو طرفہ** ہے۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے عقیدہ کے مطابق خالق سے کامل محبت کی اور آپؐ اس کے **محبوب ترین رسول** قرار پائے۔ آپؐ نے بنی نوع انسان سے بے مثال محبت کی، ان کے لئے اپنی جان کو گداز کیا، نتیجہ یہ تھا کہ آپؐ کے گرد پروانوں کا ایک انبوہ جمع ہو گیا۔ نہ ایسی شمع اس سے قبل روشن ہوئی تھی اور نہ ایسے پروانوں کا اجتماع ممکن تھا۔ یہ سب کچھ تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی **سیرۃ کی ایک جھلک** تھی۔ آپؐ نبیوں میں سے **خاتم** ہیں، بلند ترین مرتبہ کے نبی ہیں۔ محمدؐ ہیں، ہر پہلو سے قابلِ ستائش اور مستحقِ حمد ہیں۔ آپؐ کی سیرت بھی نبیوں کی سیرتوں کی خاتم ہے، سب سے اعلیٰ تر ہے اور سب سے بلند تر۔ خداوند عالم فرماتا ہے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کہ ہم نے تیرا ذکر بلند کر دیا تیری سیرت سب سے ارفع ہے اور تیرا مقام سب سے اونچا ہے۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت **تاریخی سیرت** ہے۔ دوستوں اور دشمنوں نے آپؐ کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ آپؐ کے علاوہ آپؐ سے پہلے کسی نبی کی زندگی تاریخی زندگی نہیں ہے۔ آپؐ کے حالاتِ زندگی پر نظر کرنے سے صاف کھل جاتا ہے کہ محمدؐ واقعی محمدؐ، قابلِ تعریف وجود تھے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ آپؐ کی سیرۃ اور آپؐ کے اخلاق نہایت عظیم تھے۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ○ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ○ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ○ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ

عَظِیْمٍ۔ (القلم ع۱) قلم و دوات اور ان کے ذریعہ لکھی جانے والی سب تحریریں اس بات پر شاہد ہیں کہ آپؐ دیوانہ نہ تھے بلکہ آپؐ کا سلسلۂ اجر و ثواب اور آپؐ کا فیضان دائمی ہے اور آپؐ کی سیرت کی گہرائی اور آپؐ کے اخلاق کی عظمتوں کے پانے سے انسان قاصر رہیں گے۔

عظیم تاریخی اور جامع سیرت

معزز بھائیو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت عظیم بھی ہے تاریخی بھی ہے اور پھر جامع بھی ہے۔ انسانی زندگی یتیمی سے لے کر شہنشاہیت تک کے مختلف ادوار و مراحل میں منقسم ہے۔ یتیم بےکسی اور بےبسی کا کامل مظہر ہے اور شہنشاہ اقتدار و حکومت کا کامل مظہر ہے۔ حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ان ہر دو مراحل سے گزرے اور درمیانی منازل کو بھی آپؐ نے عبور کیا۔ آپؐ نے اہلِ مکہ کی بکریاں بھی چرائیں حضرت خدیجہؓ کے مال کی تجارت میں بطور اجیر بھی کام کیا۔ پچیس برس تک اعلیٰ درجہ کی پاکدامنی و عفت کے ساتھ جوانی گزاری پھر شادی بھی کی۔ آپؐ کے بچے بھی ہوئے۔ آپؐ کے دوست بھی تھے دشمن بھی تھے۔ آپؐ نے مکہ میں مظلومیت کی زندگی بھی بسر کی۔ ہجرت کے بعد آپؐ نے مجبوراً جنگیں بھی لڑیں۔ شجاعت و بسالت کے جوہر بھی دکھائے۔ عفو و درگزر کے بھی بےمثال نمونے ظاہر فرمائے۔ صلح بھی کی معاہدات بھی کئے۔ فتوحات بھی حاصل کیں۔ اقتدار کے بعد بھی پاکیزہ ترین زندگی کا وہ نمونہ قائم فرمایا کہ دنیا آج تک دنگ ہے۔ خونی دشمنوں کو معاف فرما دیا۔ اپنی ذات، اپنے اہل و عیال اور رشتہ داروں کے لئے کوئی امتیاز حاصل نہ کیا۔ نہ کوئی تخت بنایا، نہ تاج پہنا، نہ اپنے نام کا کوئی مادی سکہ جاری کیا۔ وہی درویشی کی سادہ زندگی جو شروع میں تھی آخر تک قائم رہی۔ زندگی کے ہر موڑ پر آپؐ کی سیرت کی پختگی نمایاں سے نمایاں تر ہوتی گئی۔ نہ مظلومیت کے دور نے آپؐ کے پائے ثبات میں کسی قسم کی لغزش پیدا کی اور نہ ہی غلبہ و تسلط کے زمانہ کی وجہ سے آپؐ کی سیرت میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی۔ وہی پختہ ایمان کہ خداوند تعالیٰ واحد لاشریک لہٗ ہے، وہ حاضر و ناظر ہے، ہر جگہ موجود ہے۔ کوئی جگہ اور کوئی امر اس کے علم سے باہر نہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی **سیرت کا محور** ہے اور پھر یہی پختہ عقیدہ کہ سب بنی آدم بھائی بھائی ہیں اور سب میرے واحد و یگانہ رب کی مخلوق ہیں **محکم چٹان** کی طرح آپؐ کی سیرت کی بنیاد ہے۔ تریسٹھ سالہ فعال مقدس زندگی بحرِ زخار کی طرح انہی دو کناروں کے درمیان موجزن نظر آتی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

لوگ کہتے ہیں کہ خط کے مضمون کا پتہ اس کے عنوان سے لگ سکتا ہے۔ یہ بات درست ہو یا نہ درست ہو مگر یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ پاک نام عطا فرمایا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا آئینہ دار ہے۔ مشہور ضرب المثل تھی "آفتاب آمد دلیلِ آفتاب" مگر سیدنا حضرت مسیح موعودؑ عاشقِ رسولؐ نے فرمایا کہ یوں کہو ع محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ۔ عرب لوگ لفظ **محمدؐ** کی حقیقت سے آگاہ تھے کہ یہ

نام صرف اسی وجود پر اطلاق پا سکتا ہے جو ہر پہلو سے قابلِ تعریف ہو اور ہر لحاظ سے قابلِ ستائش ہو۔ جو ہر زمانہ میں مستحق حمد سمجھا جائے۔ اسلئے کفار و مکذبین جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا چاہتے اور آپؐ کو بُرا بھلا کہنا چاہتے تو آپؐ کا نام بگاڑ کر آپؐ کو **مذمم** کے لفظ سے پکارتے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مکّی زندگی میں اس اذیت سے بہت پریشان ہوتے تھے اور ان کے دل زخمی ہو ہو جاتے تھے۔ ہمارے پیارے رسولؐ نے اپنے ان صحابہؓ سے نہایت پیار سے فرمایا:۔

أَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّيْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَ لَعْنَهُمْ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَ اَنَا مُحَمَّدٌ۔ (صحیح البخاری)

”تم دیکھو تو سہی یہ کتنی تعجب خیز بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قریش کی گالیوں اور ان کی لعنتوں کو مجھ سے کس طرح پرے پھیر دیا ہے وہ مذمم کو گالیاں دیتے ہیں اور مذمم کو لعنت کرتے ہیں اور میں تو محمدؐ ہوں۔“

کتنا پیارا نام ہے اور کس قدر لطیف یہ بیان ہے۔ سچ ہے ؎

محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
عَلَيْكَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ السَّلَامُ

بھائیو! حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام **قاب قوسین** کا مقام ہے۔ آپؐ خالق اور مخلوق میں درمیانی واسطہ اور شفیع ہیں۔ نبی انسانوں کا سب سے بلند تر روحانی وجود ہوتا ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کی بھی بلند ترچوٹی ہیں اور ان کا مقام بلند ترین مقام ہے اسی لئے آپؐ کو خاتم النبیین قرار دیا گیا اور آپؐ کی سیرت تمام سیرتوں سے بالاتر قرار پائی۔ سیرتِ نبویؐ کے دونوں پہلو اتنے شاندار اور انسانی نظروں کے لئے اتنے خیرہ کُن ہیں کہ انسان حیرت زدہ ہو کر بے ساختہ پکار اٹھتا ہے ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامنِ دل مے کشد کہ جا ایں جاست

قیامِ توحید کیلئے عدیم النظیر قربانی

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے جو قربانی دی وہ تاریخ کا زرّیں ورق ہے۔ آپؐ نے اپنا سب کچھ نثار کر کے مکّہ کی سرزمین میں، عرب کے سارے علاقے میں خدائے واحد کی پرستش کو قائم کر دیا۔ بُت پرستی کو نابود کر دیا۔ اس راہ میں ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے قبول کیا اور ہر دُکھ کو دل کی راحت سمجھا۔ خود فرماتے ہیں اِنِّیْ لَوَدِدْتُ اَنْ اُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْیَا (صحیح البخاری)

کہ میری دلی تمنا ہے کہ مَیں اپنے محبوب رب العالمین کی راہ میں جامِ شہادت نوش کروں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر اسی لذیذ موت کو قبول کروں پھر زندہ ہوں اور پھر شہید کیا جاؤں۔

کتنے عشق کا یہ اظہار ہے۔ خدائی وعدہ کے مطابق آپ دشمن کے ہاتھوں قتل نہ ہو سکتے تھے مگر آپ نے ہزاروں موتیں اپنے خالق کی راہ میں برداشت کیں اور زندگی کا ہر لمحہ مجسّم قربانی بن کر اس کی توحید کو زمین پر قائم کر دیا سچ تو یہ ہے کہ ماموریت کے روزِ اوّل غارِ حرا کی پہلی آواز اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ کے سننے سے لے کر اپنے وصال کی گھڑی تک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بے انت موتیں راہِ خدا میں قبول کیں۔ زندگی بھی تھی اور موتیں بھی تھیں مگر سب کچھ اپنے محبوب رب العالمین کی خاطر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بے نظیر قربانی کو قبول فرما کر حکم دیا:۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

(الانعام ۱۶۲-۱۶۳)

کہ آپ یہ اعلان کریں اور آپ اس اعلان میں حق بجانب ہیں کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت خدائے رب العالمین کیلئے ہے۔ وہ ہر قسم کے شرک سے پاک ہے۔ مَیں اس کا مامور ہوں اور سب سے بڑھ کر اسکے حکم کی تعمیل کرنیوالا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

بھائیو! سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا جائزہ لینے کے لئے آپؐ کی روزمرّہ کی اُن دعاؤں پر نظر کرنی ضروری ہے جو آپؐ اپنے واحد و قادر خدا سے روز و شب مانگتے تھے۔ ان دعاؤں کو دیکھنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے دیکھتے تھے اور ہر حاجت کے لئے صرف اسی کو ہی حاجت روا جانتے تھے۔

آپؐ صبح جاگتے تو فوراً آپؐ کی زبان پر جاری ہو جاتا:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

(البخاری)

سب تعریفیں اُسی خدا تعالیٰ کو سزاوار ہیں جس نے ہمیں اس عارضی موت (نیند) کے بعد زندگی عطا فرمائی اور پھر آخری مرتبہ بھی ہم سب اُٹھ کر اس کے حضور ہی حاضر ہوں گے۔

پھر فرماتے اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ (مسلم) کہ ہم صبح میں داخل ہوتے ہیں اور خدا کی ساری بادشاہت پر صبح ہو رہی ہے۔

کمرہ سے باہر آتے، آسمانوں پر نگاہ پڑتی، بے ساختہ پکار اُٹھتے سُبْحَانَكَ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ اے

میرے اللہ! تو پاک ہے یہ سب کائنات تیری پیدا کردہ ہے اور ان میں کوئی چیز بھی بیکار اور بے فائدہ نہیں۔

قضاءِ حاجت کے لئے بیت الخلاء میں جاتے تو داخل ہوتے وقت دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (البخاری) اے اللہ! میں تجھ سے پناہ چاہتا ہوں ان مضر جراثیم اور حشرات الارض سے جو ایسے مواقع پر بُرا اثر ڈالتے ہیں۔ پھر جب آپؐ بیت الخلاء سے واپس ہوتے تو آپؐ کی زبان مبارک پر غُفْرَانَکَ (ترمذی۔ ابن ماجہ) کے الفاظ ہوتے یعنی اے اللہ! ہر لمحہ تیری ستاری اور پردہ پوشی کی ضرورت ہے۔

پھر پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے۔ خدا کے نام سے شروع فرماتے اور ہر ہر حصۂ وضو کے لئے الگ الگ دعا کرتے ہیں۔ گویا یوں نظر آتا ہے کہ قیامت کا منظر سامنے ہے اور آپؐ بارگاہِ ایزدی میں پیش ہونے کے تصور میں منہمک ہیں۔ دعائیں ہیں کہ خداوند! قیامت کے روز جب تیرے دوستوں کے چہرے روشن ہوں گے مجھے بھی یہ سعادت بخشیو! خداوند! میرے داہنے ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے۔ بائیں ہاتھ میں نہ دیا جائے۔ مجھے قیامت کے دن ثباتِ قدم نصیب ہو۔ وضو مکمل ہو جاتا ہے تو عرض کرتے ہیں :۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَالْمُتَطَھِّرِیْنَ ۔ اے اللہ! تو مجھے اپنے تواب اور مطہر بندوں میں سے بنا۔

پھر نماز شروع ہوتی ہے۔ تہجد ہے، خلوت و علیحدگی میں اپنے خالق و مالک سے مناجات ہے، راز و نیاز ہے گھنٹوں گزر جاتے ہیں۔ پاؤں تک سُوج جاتے ہیں مگر عشقِ نبویؐ ہے کہ تکلیف کا احساس تک نہیں۔ جب دیکھنے والے توجہ دلاتے ہیں تو کس شانِ پیار سے فرماتے ہیں جب میرے رب نے مجھے بے انتہا نعمتوں سے نوازا ہے اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا تو پھر میں اس کی نعمتوں کے شایانِ شان اس کا شکر کیوں ادا نہ کروں؟۔

تہجد کے بعد نمازِ فجر باجماعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور اس کے حضور عجز و نیاز اور دعاؤں کا حسین ترین مجموعہ ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر جب بظاہر آپؐ کاروبارِ دنیا میں مشغول ہیں۔ بیماروں کی بیمار پرسی ہے۔ یتیموں، بیواؤں کی خبر گیری ہے۔ دین و شریعت کی تعلیم ہے۔ باہمی جھگڑوں کے فیصلے ہیں۔ دشمنوں کے حملوں کے دفاع کی تجویزیں ہیں۔ دوستوں سے ملاقاتیں ہیں۔ غرض دن کی ساری مصروفیات ہیں۔ ان تمام اوقات و لمحات میں بھی سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کامل طور پر

ع "دست در کار دل با یار"

کا اعلیٰ ترین نمونہ قائم فرمایا ہے۔

حضورؐ گھر سے نکلتے ہیں تو دعا کرتے ہیں بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نَضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ نُظْلَمَ اَوْ نَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیْنَا۔ (الترمذی) اللہ کے

نام سے، میرا وہی سہارا ہے۔ اے اللہ ہم تیری پناہ چاہتے ہیں کہ ہم کسی قدم میں لغزش کھائیں، گمراہ ہوجائیں یا کسی پر ظلم کریں یا کوئی زیادتی کر بیٹھیں تو ہمیں اس سے بھی بچا کہ ہم پر ظلم ہو یا ہم پر کوئی زیادتی کی جائے۔"

حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں داخل ہوتے ہیں تو دعا کرتے ہیں:۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ	کہ اللہ تعالیٰ واحد لاشریک ہے ہر جگہ اسی کی حکومت
لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَالْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَ	ہے، زندگی اور موت اسی کے اختیار میں ہے۔ وہ
ھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ	ہر خیر کا مالک ہے اور ہر چیز پر قادر
وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (ابن ماجہ)	ہے۔

نیز فرماتے ہیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ	کہ میں خدا کے نام سے بازار میں داخل ہوں۔ اے
ھٰذِہِ السُّوْقِ وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُ	اللہ! اس بازار کی خیر و برکت عطا فرما اور اس
بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا	کے شر سے محفوظ رکھ، میں تیری پناہ
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اُصِیْبَ	چاہتا ہوں کہ اس جگہ میں کوئی گھاٹے کا سودا
فِیْھَا صَفْقَۃً خَاسِرَۃً۔ (البیہقی)	کروں۔

حضور کو راستہ میں اگر کوئی مصیبت زدہ نظر آتا تو اسکی ہمدردی کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی نگاہ جھٹ اپنے خالق کی طرف اٹھ جاتی اور آپ اپنے دل میں فوراً کہتے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا	اللہ ہی تعریف کا مستحق ہے جس نے مجھے اس
ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ	ابتلاء سے محفوظ رکھا جس میں تو مبتلا ہے اور
مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا (ابن ماجہ)	مجھے اپنی مخلوق میں بہتوں پر فضیلت بخشی ہے۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو بھی آپ کے دل اور زبان پر ذکرِ الٰہی جاری رہتا اور آپ دعائیں فرماتے:۔

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ	خداوند! تو پاک اور قابلِ تعریف ہے میں گواہ
اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ	ہوں کہ تیرے سوا کوئی خدا نہیں میں تجھ سے ہی
اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ۔	پناہ کا طلبگار ہوں اور میں دل سے تیرے ہی
	آستانہ پر جھکا ہوا ہوں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم راستہ چلتے وقت بلندی کی طرف بڑھتے تو اللہ تعالیٰ کی کبریائی یاد کرکے

اللہ اکبر کہتے اور پستی کی طرف چلتے تو اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور نقائص سے پاک ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے سبحان اللہ کہتے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کُنَّا اِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا (البخاری) کہ ہم بھی بلندی کی طرف جاتے ہوئے تکبیر کہا کرتے تھے اور ترائی کی طرف جاتے ہوئے تسبیح کیا کرتے تھے۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں واپس آتے تو آپ دعا کرتے ہوئے داخل ہوتے :۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ	اے اللہ! میرا داخل ہونا بھی بابرکت ہو اور
وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا	پھر باہر جانا بھی۔ ہم اللہ کے نام سے داخل
وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔	ہوتے ہیں اور اسی پر ہمارا توکل ہے۔

جب آپ بستر پر جاتے تب بھی دعا فرماتے کہ میں خدا کے نام سے سوتا ہوں۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَمُوْتُ وَ اَحْيَا۔ اے خدا! اگر تو میری روح کو روک لے تو اس پر رحم کرنا اگر دوبارہ اٹھائے تو حفاظت کرنا۔

پھر طلوعِ صبح ہو، غروبِ آفتاب ہو، ہر حالت میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم آستانۂ الوہیت پر دست بدعا ہیں۔ نیا چاند نظر آتا ہے جھٹ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں :۔

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ	اے اللہ! تو اس ماہ کو ہمارے لئے امن و
وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ	ایمان اور سلامتی و اسلام کا مہینہ بنائیو۔ اے
رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ (الترمذی)	چاند! میرا اور تیرا رب اللہ عزوجل ہے۔

نیا چاند دیکھنے پر کبھی یوں فرماتے :۔

هِلَالُ رُشْدٍ وَخَيْرٍ، هِلَالُ رُشْدٍ	خدایا! یہ چاند ہدایت اور بھلائی کا ہو، خدایا
وَخَيْرٍ، هِلَالُ رُشْدٍ وَخَيْرٍ۔	یہ چاند خیر و برکت کا ہو، خدایا یہ چاند رشد
اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ۔	اور بہتری کا ہو۔ اے چاند میں اس ذاتِ خالق پر
	ایمان لاتا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا ہے۔

جب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے نکلتے، سواری پر سوار ہوتے تو بِسْمِ اللّٰهِ کہہ کر رکاب میں پاؤں رکھتے اور جب سوار ہو جاتے تو کہتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ اور پھر پڑھتے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ وہ ذات پاک ہے جس نے ہماری سواری کے لئے یہ مرکب عطا فرمایا ورنہ ہم از خود اس پر قادر نہ تھے ہم اپنے رب کی طرف ہی لوٹنے والے ہیں۔

سفر پر جانے کے لئے آپ کی نہایت جامع اور دلکش دعا ہے۔ آپ بارگاہِ رب العزۃ میں عرض کرتے :۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ هٰذَا السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ ـ

اے اللہ! ہم اس سفر میں تجھ سے ہر قسم کی نیکی اور تقویٰ کے لئے التجا کرتے ہیں تو ہمیں اپنے حضور پسندیدہ اعمال کی توفیق عطا فرما۔ ہم اس سفر کی دقتوں، مشکلات اور تکلیف دہ نظاروں سے بھی تیری پناہ چاہتے ہیں اور اس بات سے بھی پناہ چاہتے ہیں کہ واپسی پر اہل وعیال کو بُری حالت میں دیکھیں۔ خدا وندا سفر میں تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور تو ہی ہمارے پیچھے ہمارے اہل وعیال کا کارساز ہے۔

سید الاولین والآخرین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بستی میں داخل ہوتے تو داخل ہوتے وقت حضورؐ کی دعا ہوتی تھی :۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّيَاحِ وَمَا ذَرَيْنَ فَاِنَّا نَسْاَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَعِذْنَا وَبَاءَهَا وَحَبِّبْنَا اِلٰى اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا ـ

اے سب آسمانوں اور ان کے نیچے کی سب چیزوں کے خدا! اے تمام زمینوں اور ان کے اوپر کی جملہ اشیاء کے رب! اے شیاطین اور ان کی گمراہیوں کے مالک! اے ہواؤں اور ان ذرات و جراثیم کے خدا جو ہوائیں اُڑا کر لاتی ہیں ہم تجھ سے اس بستی اور اس کے بسنے والوں اور تمام چیزوں کی خیر کے طالب ہیں اور اس بستی، اس بستی کے بسنے والوں اور بستی کی جملہ اشیاء کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اے اللہ! اس بستی کے پھلوں سے ہمیں نواز۔ اس کی وباء سے محفوظ رکھ۔ ہمیں بستی کے باشندوں کی نظر میں پسندیدہ بنا اور بستی کے نیک بندوں کو ہمارا محبوب بنا۔

حضرات! دیکھئے کتنی جامع اور وسیع دعا ہے۔ اس دعا کے لفظ لفظ سے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی پاکیزگی اور درخشندگی عیاں ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپسی پر یہ دعا فرماتے۔ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا

حَامِدُوْنَ (مسلم) ہم خدا کی عبادت کرتے ہوئے، اپنے رب کی طرف جھکتے ہوئے، اس کی حمد و ثناء کرتے ہوئے لوٹ رہے ہیں۔

دشمنوں نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگیں کیں۔ آپ کو اُن کی طرف سے خطرہ لاحق رہتا تھا مگر آپ کی نظر ہر دم اپنے رب پر ہوتی تھی اور آپ اسی سے عرض کرتے تھے :۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ	اے اللہ! ان کے مقابلہ میں تو ہی ہماری ڈھال
وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔ (احمد)	ہے اور ہم تجھ سے ہی ان کے شر سے پناہ چاہتے ہیں۔

جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ پر جانا پڑتا تو آپ ربّ العزۃ کے حضور عرض کرتے :۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ	اے میرے اللہ! تُو ہی میرا بازو اور مددگار ہے
بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ	تجھ سے ہی مجھے طاقت ہے اور مَیں تیرے زور
اُقَاتِلُ (ابوداؤد)	پر ہی جنگ کروں گا تو میری مدد و نصرت فرما

ایک مصیبت زدہ انسان کو دیکھ کر آپ نے اسے دعا سکھائی کہ یوں کہا کرو :۔

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْا فَلَا تَكِلْنِيْ	اے میرے اللہ! مَیں تیری ہی رحمت کا امیدوار
اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَاَصْلِحْ	ہوں تو مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میری جان کے
لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ	سپرد نہ فرما بلکہ تو خود میرے تمام کاموں کو سنوار۔
(ابوداؤد)	تیرے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں۔

حضرات! انسان کے لئے **قرض** ایک بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقروض انسان کو بتایا کہ اگر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہے تو اس کی ادائیگی کی کوشش کے ساتھ ساتھ یہ دعا بھی کرو، اللہ تعالیٰ قرض ادا کرنے کے سامان پیدا کردے گا۔ دعا کے الفاظ یہ تھے :۔

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ	اے اللہ! مجھے حرام سے بچا کر ہمیشہ رزق
حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ	حلال عطا فرما، اور غیروں کا محتاج و دستِ نگر
عَمَّنْ سِوَاكَ۔ (الترمذی)	نہ بنا بلکہ ہمیشہ اپنے فضل سے مجھے غنی کر۔

جب **جنگِ خندق** ہو رہی تھی صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ بے حد تنگی ہے کوئی دعا سکھائیں۔ فرمایا یوں دُعا کرو :۔

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ	اے اللہ! تُو ہماری خامیوں کی پردہ پوشی فرما
رَوْعَاتِنَا۔	اور ہمارے خطرات کو امن سے بدل دے۔

جب کسی مومن کی شادی ہوتی تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اُس جوڑے کے لئے یوں دعا فرماتے:-

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَ بَارَكَ عَلَيْكُمَا	اللہ تعالیٰ تمہیں برکت پر برکت دے اور تمہارے
وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ (ابوداؤد)	اس اجتماع کو ہر طرح سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔

معزز بھائیو! اگر میں سرورِ کائنات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہائے روز و شب نیز کھانے پینے پہننے وغیرہ کی دعاؤں کا احاطہ کرنا چاہوں تو بلا مبالغہ یہ مضمون کئی گھنٹوں میں ختم ہوگا مگر میں اپنے مضمون کے لحاظ سے صرف اتنا ہی بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا جزوِ اعظم اللہ تعالیٰ سے بے پایاں عشق اور اس کی بے نہایت محبت ہے۔ آپ کو چونکہ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا قدرتوں کا علم تھا اور آپ ہر کام میں اور ہر آن خدا وند عزّ و جل کا ہاتھ دیکھتے تھے اسلئے ہر کام میں اور ہر گھڑی آپ اللہ تعالیٰ کے حضور مجسم دعا تھے۔

ایک بے مثال خزانہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف خود دعائیں کیں بلکہ آپ نے اپنے متبعین کو دعا کی انتہائی قیمتی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ انہیں یہ بے مثال اور نہ ختم ہونیوالا خزانہ عطا فرمایا۔ یہ آپ کا نسلِ آدم پر عظیم احسان بھی ہے اور آپ کی سیرت کا ایک درخشندہ پہلو بھی۔ آپ نے فرمایا:-

اُدْعُوا اللّٰهَ وَ اَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ	اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے یقین بھرے دل سے دعا
وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ	کیا کرو تب وہ ضرور قبول کریگا۔ اللہ تعالیٰ غافل اور
دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ (الترمذی)	بے پرواہ دل کی دعا قبول نہیں فرماتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو تلقین فرمائی:-

لِيَسْأَلْ اَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ كُلَّهَا	کہ تم اپنی ہر ضرورت اللہ تعالیٰ سے ہی مانگو چھوٹی ہو یا
حَتّٰى يَسْأَلَ شِسْعَ نَعْلِهٖ اِذَا انْقَطَعَ۔	بڑی حتیٰ کہ اگر جوتی کا تسمہ بھی درکار ہے تو وہ بھی خدا
	سے ہی طلب کرو۔

اس ارشاد کا مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کو ہر کام میں حقیقی کارساز سمجھو۔ اس کے غیر کو واسطہ اور ذریعہ بے شک سمجھو مگر اصل کارساز صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہی یقین کرو۔ آپ نے فرمایا:-

اِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ	کہ دعا نازل شدہ مصیبت کے تعلق میں بھی مفید ہے
يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ۔	اور آئندہ اُترنے والی مصیبت کے لئے بھی فائدہ بخش
(الترمذی)	ہے اسلئے اے بندگانِ خدا دعا کا پورا التزام کیا کرو۔

آپ نے مسلمانوں کو بتلایا کہ:-

مَنْ فُتِحَ لَهٗ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ	تم میں سے جس پر دعا کا دروازہ کھولا گیا جسے دعا کی

لَهٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ (الترمذی)　　تو یقین کر لو کہ اُس کے لئے رحمت کے سب در وا ہوگئے۔

ایک دفعہ حضرت عمرؓ عُمرہ کیلئے جانے لگے حضورؐ سے اجازت طلب کی حضورؐ نے اجازت دینے کے ساتھ ہی فرمایا:-

اَشْرِكْنَا يَا اُخَيَّ فِيْ دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا۔ (ابوداؤد)　　پیارے بھائی! اپنی دعاؤں میں ہمیں بھی شریک رکھنا ہمیں بھولنا نہیں۔

حضرات! رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہ پہلو بھی کتنا شاندار اور بے نظیر ہے کہ آپؐ نے نہ صرف خود حاضر و ناظر اور کریم خدا سے دعائیں کیں بلکہ آپؐ نے اپنی اُمّت میں دعا کا وہ نسخہ جاری فرمایا جو لذیذ بھی ہے اور سیرت ساز بھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی خوبی کا ذکر کرتے ہوئے صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق فرمایا ؎

تَرَكُوا الْغَبُوْقَ وَبَدَّلُوْا مِنْ ذَوْقِهٖ ＊ ذَوْقَ الدُّعَاءِ بِلَيْلَةِ الْاَحْزَانِ

کہ انہوں نے شام اور رات کی شراب کو چھوڑ دیا اور اسکے بدلہ میں انہیں غمگین راتوں میں دعاؤں کا مزہ آنے لگ گیا۔

بھائیو! یہ عظیم انقلاب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا ہی نتیجہ تھا اور یہ آپؐ کی سیرت کا شیریں ترثمرہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں:-

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مُردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یکدفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا۔ کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس امی بیکس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِقَدْرِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ وَاَنْزِلْ عَلَيْهِ اَنْوَارَ رَحْمَتِكَ اِلَى الْاَبَدِ" (برکات الدعاء صفحہ)

بنی نوع انسان سے عدیم النظیر ہمدردی

حضرات! حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا دوسرا پہلو بنی نوع انسان سے شفقت اور ہمدردی ہے۔ اس کی بنیاد بھی اس عقیدہ پر ہے کہ سب انسان واحد خدا کی مخلوق ہیں اور بھائی بھائی ہیں۔ گویا اسلامی اخوّت و مساوات کی بنیاد اسلام کا عقیدۂ توحید ہے۔ حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہ پہلو بھی اتنا نمایاں، اتنا عظیم الشان اور اس قدر دلربا ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی اس تجلّی کا نتیجہ تھا جو قلب محمدی پر جلوہ گر ہوتی تھی۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں سب مخلوق کی محبت کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی

تھی۔ آپؐ نے سب سے پہلے انسانیت کے احترام کی بنیاد رکھی۔ آپؐ سے قبل خاص خاص ملکوں کے باشندوں اور خاص خاص نبیوں اور رشیوں کے پیروؤں کا احترام تو ضرور ہوتا تھا مگر صرف انسان ہونے کی وجہ سے احترام کا مستحق ہونے کا فخر آدم زاد کو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی حاصل ہوا۔ آپؐ سب انسانوں کے رسول تھے۔ آپؐ نے سب سے پیار کیا۔ آپؐ سب کے باپ تھے اسلئے سب کی مصیبتوں پر آپؐ کا دل پسیجتا تھا۔ فرمایا عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ۔ تم سب کے دُکھوں کی وجہ سے اس نبی کا دل بوجھل ہو جاتا ہے۔ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ۔ وہ تم سب انسانوں کی بھلائی کا خواہاں ہے اور سب کے لئے سُکھ اور آرام چاہتا ہے۔

محبتِ بنی آدم کا یہی جذبہ تھا جو ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو غارِ حرا میں لے گیا اور آپؐ راتوں اور دنوں کو وہاں بارگاہِ احدیت میں زاری کرتے رہے۔ نسلِ انسانی کی بہتری اور بھلائی کے لئے بے چین و بے قرار ہوتے رہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ؎

کس چہ میداند کزاں نالہ ہا باشد خبر
کاں شفیعے کرد از بہرِ جہاں در کنجِ غار
من نمی دانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے
کاندراں غارے در آورد ش حزین و دلفگار

حضرات! سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پہلو بھی اتنا وسیع ہے کہ اس کا احاطہ ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْن بنا کر بھیجا۔ سب انسان آپؐ کی آغوشِ رحمت میں تھے بلکہ سب جانداروں اور سارے جہانوں تک آپؐ کی رحمت کا دامن پھیلا ہوا تھا اور پھیلا ہوا ہے۔ انسانوں میں سے کمزور و ضعیف طبقہ نے آپؐ کی رحمت سے زیادہ حصہ پایا۔ یتامیٰ، بیوائیں، مظلوم عورتیں، بیکس غلام، غریب اور حاجت مند سب سے زیادہ رحمتِ نبویؐ کے حصہ دار ہوئے۔ آپؐ نے یتیموں کی حفاظت اور دلداری فرمائی۔ ان کو معاشرہ میں برابر کا مقام عطا فرمایا۔ عورت کی عزت اور حقوق کو قائم فرمایا۔ ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت قرار دی۔ بیٹی کی تربیت اور دلداری کو کلیدِ جنت بنایا۔ بہنوں سے محبت و پیار کا سلوک کرنے کی تلقین فرمائی۔ بیویوں کو مردوں کی عزت و ناموس قرار دے کر مساوی حقوق کا حقدار ٹھہرایا۔ انہیں دنیا و جنت میں دائمی ساتھی قرار دیا۔ غرض عورت کی حیثیت کو قائم کیا۔ اسکی ملکیت کو تسلیم کیا اور اعلان کیا کہ قربِ الٰہی کے پانے کے تمام دروازے اسی طرح عورتوں پر بھی کھلے ہیں جس طرح مردوں پر کھلے ہیں۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے غلاموں کی غلامی کو ختم کیا۔ ان کو ایسے رنگ سے آزاد کرایا کہ وہ معاشرہ کے باعزت فرد بن کر زندگی بسر کریں۔ غریبوں اور حاجت مندوں کی آپؐ نے

امداد کی، حاجت روائی کی اور ان سب کو اپنی محبت کے بحرِ ناپیدا کنار سے نوازا ہے شاعر نے سچ کہا ہے

وَاَبْیَضَ یُسْتَسْقَی الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ÷ ثِمَالُ الْیَتَامٰی عِصْمَةٌ لِلْاَرَامِلِ

حضرات! مذہب کے اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جن طبقات سے واسطہ پڑا وہ تین ہیں۔ اوّل کافر یا آپ کے نہ ماننے والے۔ ان میں یہودی، عیسائی، دوسرے مذاہب کے لوگ بلکہ دہریہ بھی شامل ہیں۔ دوئم مومن یا آپ کے ماننے والے۔ سوم منافق جو بظاہر ماننے کا دعویٰ کرتے تھے لیکن درحقیقت دل سے نہ مانتے تھے یا عمل سے اپنے دعوے کی تصدیق نہ کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا یہ پہلو کتنا شاندار اور دلکش ہے کہ آپ نے ان تینوں طبقات سے ایسے رنگ میں اور اس انداز میں سلوک کیا ہے کہ دنیا حیران و ششدر ہے کہ یہ کس قسم کا انسان ہے

دشمنوں کے لئے دعا

کفار آپ کے دشمن تھے، آپ کے صحابہؓ کے دشمن تھے، آپ کے مذہب کو نیست و نابود کرنے کیلئے کوشاں تھے مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم رات دن ان کی خیرخواہی میں مشغول تھے۔ نہایت گریہ و زاری سے اللہ تعالیٰ سے انکے ایمان اور انکی ہدایت کیلئے دعا کرتے تھے مکّہ کے بسنے والوں کے لئے بھی آپ دعا کرتے ہیں طائف کے پتھر برسانے والوں اور آپ کے ٹخنوں کو لہو لہان کرنیوالوں کے لئے بھی آپ کی رحمت جوش زن ہو کر کہتی ہے اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کے میدان میں زخمی ہیں، دانت شہید ہو چکے ہیں۔ سر سے خود چُبھنے سے لہو بہ رہا ہے مگر ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کے خدا کو واسطہ دیکر کہہ رہے ہیں کہ اے اللہ! ان لوگوں کو معاف فرما، ان کو ہدایت دے، یہ جانتے نہیں کہ کس کے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوز و گداز اور آپؐ کی انتہائی دلسوزی کو دیکھ کر ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ کہ کیا آپ اپنی جان کو ہلکان کر لیں گے کہ یہ لوگ کیوں مومن نہیں ہوتے۔

معافی اور درگذر کا نمونہ

بھائیو! محبت کا یہ درد و گداز تو اُس وقت تھا جب آپ مظلوم بھی تھے۔ گالیاں سُن کر دعا دیتے تھے، دُکھ پاکر آرام دیتے تھے جب خداوند تعالیٰ نے آپ کو کفار پر غالب کر دیا اور مکّہ فتح ہو گیا تو محبتِ نبوی اس طرح نمایاں ہوئی کہ آپ نے سب کفار کو فرما دیا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ جاؤ جاؤ تم آزاد ہو ہم تم پر سرزنش بھی نہیں کرتے۔

اب گویا محبت کا پیمانہ لبریز ہو گیا تھا۔ قریش کے سینوں میں بھی دل تھے یکدم اُبل پڑے dovecreats love سب آستانہ نبوی پر جھک گئے۔ سب نے سیرت محمدی کے غلام بنکر کلمہ شہادت لا اله الا الله محمد رسول الله پڑھا اور مسلمان ہو گئے۔

دوسرا طبقہ منافقین کا طبقہ ہے، یہ قوم کے لئے گھُن کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہمارے سیّد و مولیٰ نے مدنی زندگی میں خاص طور پر ان کے ساتھ محبت آمیز سلوک فرمایا۔ انہوں نے غدّاری پہ غدّاری کی مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر ان کی غدّاریاں غالب نہ آسکیں۔ آپ نے جماعتِ مومنین کو اُن کے شر سے ضرور محفوظ رکھا مگر آپ نے منافقوں سے بالعموم

حسنِ سلوک ہی فرمایا۔ مشہور منافق عبداللہ بن ابی بن سلول نے فتنہ بھڑکانے کے لئے انتہائی دل آزار بات کہی۔ اس کے بیٹے نے کہا کہ اب میرا باپ واجب القتل ہو گیا ہے بارگاہِ رسالت میں عرض کی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں اپنے باپ کو قتل کر دوں۔ رحمۃ للعالمین نے فرمایا کہ ہمارا تو ایسا ہرگز ارادہ نہیں ہم تو درگزر ہی کریں گے۔

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ سلوک اور آپ کی پاکیزہ سیرت کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ منافق اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہ ہو سکے بلکہ وہ محبتِ نبوی کی گرمی کے آگے برف کی طرح پگھل گئے۔ خود قرآن مجید فرماتا ہے :-

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ	اے نبی! تو بنی نوع انسان کیلئے اللہ کی رحمت ہے اور تو
وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ	اسی وجہ سے ان منافقوں کے لئے بھی سراپا رحمت ہے نرم ہے
لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۔	اسلئے وہ تیرے ارد گرد جمع ہیں ورنہ اگر تو زبان کا سخت
(آل عمران : ۱۶۰)	ہوتا یا دل کا سخت ہوتا تو یہ کب کے بھاگ جاتے ۔

میں سمجھتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال قربانی اور محبت کا ہی نتیجہ تھا کہ منافق بھی زندگی بھر آپؐ سے وابستہ رہے اور پھر خدا کی خاص نصرت تھی کہ اتنے دشمنوں میں گھرے ہوئے ہونے کے باوجود آپؐ انبیاء میں سب سے زیادہ مظفر و منصور تھے اور آپؐ کی جماعت کی شیرازہ بندی بے مثال تھی۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مومنوں سے انتہائی محبت

تیسرا طبقہ یعنی مومنین کا گروہ۔ وہ تو آپؐ کے جگر گوشے تھے۔ ان پودوں کو تو آپؐ نے خونِ جگر سے سینچا تھا۔ ان سے تو آپؐ کا پیار، آپؐ کی محبت والفت اور آپؐ کی شفقت و ہمدردی بے انتہا اور لازوال تھی۔ میں آج تنگیٔ وقت کا شاکی ہوں اسلئے میں اس پہلو کی بے شمار مثالوں میں سے انتخاب سے عاجز ہوں۔ صرف اپنے محبوب و مطاع اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق ترین وجودِ اقدس علیہ السلام کے الفاظ میں اتنا کہتا ہوں ؎

آں ترحم ہا کہ خلق از وے بدید
کس ندیدہ در جہاں از مادرے

قرآن پاک فرماتا ہے وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ مومنوں کے لئے تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دریا اُمڈتا ہوا آ رہا ہے۔ ان سے آپؐ کے پیار کی کوئی انتہا نہیں۔ مکی زندگی کی لرزہ خیز مشکلات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سب سے زیادہ ناقابلِ برداشت یہ صورتِ حال تھی کہ آپؐ کے صحابہؓ پر عرصۂ حیات تنگ ہو گیا تھا۔ آپؐ نے ان سے کہا کہ تم لوگ اگر حبشہ چلے جاؤ تو بہتر ہے۔ فَاِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا

يُظْلَمُ عِنْدَهٗ اَحَدٌ۔ کہ وہاں کا بادشاہ گو عیسائی ہے مگر کسی پر ظلم ہونے نہیں دیتا۔ کچھ صحابہؓ چلے گئے مگر مکہ کی حالت نہ بدلی آخر مدینہ دار الہجرۃ قرار پایا۔ پیغمبرِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ کو ایک ایک دو دو کرکے مدینہ بھجوا دیا۔ ایک آپؐ جو قریش کے مظالم کا سب سے بڑا نشانہ تھے مکہ میں باقی تھے، دوسرے ابوبکرؓ جو آپؐ کے یارِ غار تھے ساتھ تھے تیسرے حضرت علیؓ جو آپؐ کے عزیز ترین رشتہ دار تھے امانتوں کی ادائیگی کے لئے مکہ میں موجود تھے۔ گویا آپؐ نے مکہ کو مسلمانوں سے خالی کر دیا تھا۔ Stainley Lanepole ایک مستشرق اس حالت کی تشبیہ میں لکھتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح تنہا مکہ میں تھے

"Like the Captain of a sinking ship"

جیسے غرق ہونے والے جہاز کا کپتان اس جہاز پر آخری فرد ہوتا ہے۔

حضرات! رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل آپؐ کے یقین اور ایمان پر بھی درخشندہ دلیل ہے مگر اس سے آپؐ کی محبتِ صحابہ پر بھی پوری روشنی پڑتی ہے اور یہ آپ کی سیرت کا درخشندہ گہر ہے۔ یہی صحابہ کا گروہ جب غزوۂ بدر میں کفار کے لشکر کے سامنے صف آرا ہوا اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو رہی تھی تو ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی کرب و بے چینی سے آستانۂ الوہیت پر گر گئے اور کہا:۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ اَهْلَكْتَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ
فَلَنْ تُعْبَدَ فِي الْاَرْضِ۔

اے میرے مالک! اگر آج یہ مٹھی بھر مومنوں کی جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔

بھائیو! بات بڑھتی جا رہی ہے "حدیثے لذیذ بود دراز تر گفتم" مگر مجھے وقت کے مطابق اختصار کرنا ہے بس ایک بات اور سنا کر ختم کروں گا۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کتنے پیار سے فرماتے ہیں:۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ
كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهٗ وَاِنِّي اخْتَبَأْتُ
دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ اِلٰى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ فَهِيَ نَائِلَةٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ
مَنْ مَاتَ مِنْ اُمَّتِيْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ
شَيْئًا۔ (البخاری و مسلم)

ہر نبی کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ایک دعا منظور کرنیکا فیصلہ فرمایا ہے۔ باقی سب انبیاء اپنے اپنے حصہ کی وہ دعا دنیا میں مانگ چکے ہیں مگر میں نے اپنی وہ دعا اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے چھپا کر رکھی ہوئی ہے قیامت کے دن میری ساری اُمت کے وہ افراد جو شرک سے اجتناب اختیار کرنے والے ہوں گے اس دعا اور شفاعت سے انشاء اللہ ضرور حصہ پائیں گے۔

بھائیو! ذرا حبیبِ کبریا ہمارے محسن آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان الفاظ پر تو غور کرو "وَاِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِاُمَّتِيْ" میں نے اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے اس مخصوص دعا کو پوشیدہ

کر رکھا ہے۔ **یا رسول اللہ!** آپؐ کی اس ادا پر ہم سب قربان ہیں۔ جس طرح آپ نے ہم سے بے مثال محبت فرمائی ہے ہم بھی اپنی بساط کے مطابق آپ سے عشق رکھتے ہیں۔ آپ کے احسانات کا بدلہ دینے کا تو سوال ہی نہیں ہاں عشق کی ایک جھلک ہے۔ اے کاش آپ کے ارشاد اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کے نتیجہ میں ہمیں آپ کی کفش برداری نصیب ہو جائے ——

جانوروں پر شفقت

حضرات! قلبِ محمدی کی شفقت و محبت کا کچھ حال تو آپ سن چکے ہیں۔ اب جانوروں کے ساتھ آپ کی شفقت کے صدہا واقعات میں سے ایک واقعہ سن لیں اور اسی پر بیان ختم ہو جاتے۔ حضرت عامر الرامیؓ بیان کرتے ہیں:۔

بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ يَعْنِي عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ اَقْبَلَ رَجُلٌ عَلَيْهِ كِسَاءٌ وَفِيْ يَدِهٖ شَيْءٌ قَدِ الْتَفَّ عَلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَرَرْتُ بِغَيْضَةِ شَجَرٍ فَسَمِعْتُ فِيْهَا اَصْوَاتَ فِرَاخِ طَائِرٍ فَاَخَذْتُهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ فِيْ كِسَائِيْ فَجَاءَتْ اُمُّهُنَّ فَاسْتَدَارَتْ عَلٰى رَأْسِيْ فَكَشَفْتُ لَهَا عَنْهُنَّ فَوَقَعَتْ عَلَيْهِنَّ فَلَفَفْتُهُنَّ بِكِسَائِيْ فَهُنَّ اُولَاءِ مَعِيْ قَالَ ضَعْهُنَّ فَوَضَعْتُهُنَّ وَاَبَتْ اُمُّهُنَّ اِلَّا لُزُوْمَهُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَعْجَبُوْنَ لِرُحْمِ اُمِّ الْاَفْرَاخِ فِرَاخَهَا فَوَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ لَلّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ اُمِّ الْاَفْرَاخِ بِفِرَاخِهَا اِرْجِعْ بِهِنَّ حَتّٰى تَضَعَهُنَّ

ایک دن ہم سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک آدمی آیا جس کے ہاتھ میں کچھ چیز تھی جسے اس نے کمبل میں لپیٹ رکھا تھا حضورؐ سے کہنے لگا یا رسول اللہ! میں نے درختوں کے جنگل میں سے گزرتے ہوئے ایک پرندے کے چھوٹے بچوں کی آواز سنی میں نے انہیں پکڑ لیا اور کمبل میں لپیٹ لیا۔ ان کی ماں آگئی وہ میرے سر پر منڈلانے لگی میں نے ان بچوں کو کھول کر رکھا تو ان کی ماں ان پر آکر بیٹھ گئی میں نے اسے بھی بچوں کے ساتھ کمبل میں لپیٹ لیا یہ سب میرے پاس ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں کھول کر رکھو۔ میں نے ایسا ہی کیا مگر ان ننھے بچوں کی ماں ان سے الگ نہ ہوئی وہیں بیٹھی رہی۔ نبی رحمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں ان ننھے بچوں کی ماں کے اس پیار پر تعجب آتا ہے جو وہ اپنے بچوں سے کرتی ہے (کیونکہ وہ خود بھی ان کی خاطر پکڑی جا رہی تھی) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ یقیناً اس سے بدرجہا زیادہ اپنے بندوں پر رحم کرنیوالا ہے

مِنْ حَيْثُ اَخَذْتَهُنَّ وَاُمُّهُنَّ مَعَهُنَّ فَرَجَعَ بِهِنَّ۔ (رواہ ابو داؤد۔ مشکوٰۃ المصابیح ص۲۰)

جتنا رحم ان ننھے بچوں کی ماں کو ان پر آتا ہے (اس ارشاد پُر رحمت کے بعد آپؐ نے اس شخص سے فرمایا) ان بچوں کو ان کی ماں سمیت اسی جگہ پہنچاؤ جہاں سے انہیں لائے ہو۔ اس شخص نے تعمیل ارشاد کی۔

حضرات! یہ وہ قلبِ محمدی ہے اور یہ اس کی بے پایاں شفقت و رحمت کا ایک نمونہ ہے ـــــ یہ آپؐ کی سیرت کا ایک پہلو ہے۔

مَیں نے وقت کے مناسبِ حال سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے دونوں پہلو اجمالاً ذکر کر دیئے ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ سمندر میں سے قطرہ کا عشرِ عشیر بھی نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدائے رب العالمین کی وہ کامل تجلی ہوئی جس نے آپؐ کو ذاتِ احمد کا مظہرِ اتم بنا دیا اور آپؐ کی سیرت سب سیرتوں سے مجموعی طور پر بھی روشن تر ہو گئی اور آئندہ کے لئے ہر انسانی سیرت کے لئے چشمۂ فیض اور منبعِ خیر بن گئی۔ اسی لئے خداوند عزّ وجل نے فرمایا:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ۔

کہ اب تمام وہ لوگ جو خدا کے ملنے کے امیدوار ہیں اور یومِ آخرت کی بازپرس سے بچنا چاہتے ہیں ان کا فرض ہے کہ سیرتِ محمدی کی پیروی کریں اور آپؐ کے اُسوہ کو اختیار کریں۔

كُلُّ بَرَكَةٍ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہم سب کو بھائیوں کو بھی اور بہنوں کو بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کی پیروی کی کامل توفیق بخشے۔ اَللّٰهُمَّ اٰمِيْن يَا رَبَّ الْعَالَمِيْن ✦

خاکسار
ابو العطاء جالندھری

نوٹ:۔ خاکسار نے یہ تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۶۴ء کے موقع پر کی تھی جسے اب دوسری مرتبہ طبع کیا جا رہا ہے ـــــ ابو العطاء

جلوۂ طور

(محترم جناب نسیم سیفی)

لگی ہوئی ہے مئے و میکدہ کی دل کو لگن
پلا! پلا!! نگہِ ناز کی شرابِ کہن

بس ایک جیسے ہر اک دور میں ہیں جرم و سزا
وہی جنونِ محبت، وہی ہیں دار و رسن

ہر ایک پھول کی کانٹوں نے پرورش کی ہے
خزاں کی گود میں کھیلی ہے ہر بہارِ چمن

سکون مل نہیں سکتا، سکوں تلاش نہ کر
یہی بہت ہے، میسر ہیں تجھکو رنج و محن

وہ طور طور نہیں ہے کہ تو کلیم نہیں
نہ گفتگو ہے کسی سے، نہ برقِ صبر شکن

نسیم کھل کے رہے گی یہ بات دنیا پر
کہ آج کس کو محمدؐ کے دین کی ہے لگن

مدیر چٹان کے نام

تبلیغِ دینِ خیرِ رُسلؐ ہے ہمارا کام

(محترم جناب الحاج مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری سنگاپور)

اُمّت کو اک نبی کا تھا شدّت سے انتظار
ہوتا تھا اس کا ذکر مساجد میں بار بار

سب کچھ تھا اس بشارتِ عظمیٰ پہ منحصر
اب اختلاف اس میں اگر ہے تو اس قدر

کہتے تھے آپ اُترے گا وہ آسمان سے
ظاہر کیا خدا نے مگر قادیان سے

افسوس یہ ہے آپ کا انصاف و اتقا
اتنی سی بات پر ہمیں کافر بنا دیا

ہم احمدی ہیں احمدِ مختارؐ کے غلام
تبلیغِ دینِ خیرِ رُسلؐ ہے ہمارا کام

اب گوشِ ہوش سے یہ نصیحت مری سنیں
توبہ کریں، خدا سے ڈریں، احمدی بنیں

گالی گلوچ و ضد و تعصّب کو چھوڑ دیں
بے جا مباحثات سے منہ اپنا موڑ لیں

سر پہ کھڑی ہے موت کریں اس کا بھی خیال
آئیگا کام جب نہ کوئی مال و قیل و قال

سلام بحضور حضرت خیر البشر خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم

(از حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ)

بدرگاہِ ذی شان خیر الانام		شفیعِ الوریٰ مرجعِ خاص و عام
بصد عجز و منت بصد احترام		یہ کرتا ہے عرض آپ کا اِک غلام
کہ اے شاہِ کونین عالی مقام
عَلَیْكَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكَ السَّلَام

حسینانِ عالَم ہوئے شرمگیں		جو دیکھا وہ حُسن اور وہ نورِ جبیں
پھر اس پر وہ اخلاق اکمل تریں		کہ دشمن بھی کہنے لگے آفریں
زہے خُلق کامل زہے حُسنِ تام
عَلَیْكَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكَ السَّلَام

خلائق کے دل تھے یقیں سے تہی		بُتوں نے تھی حق کی جگہ گھیر لی
ضلالت تھی دنیا پہ وہ چھا رہی		کہ توحید ڈھونڈے سے ملتی نہ تھی
ہوا آپ کے دم سے اس کا قیام
عَلَیْكَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكَ السَّلَام

محبت سے گھائل کیا آپ نے		دلائل سے قائل کیا آپ نے
جہالت کو زائل کیا آپ نے		شریعت کو کامل کیا آپ نے

بیاں کر دیئے سب حلال و حرام
عَلَیْکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیْکَ السّلام

نبوت کے تھے جس قدر بھی کمال وہ سب آپ میں جمع ہیں لامحال
صفاتِ جمال اور صفاتِ جلال ہر اک رنگ ہے بس عدیم المثال
لیا ظلم کا عفو سے انتقام
عَلَیْکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیْکَ السّلام

مقدس حیات اور مطہر مذاق اطاعت میں یکتا عبادت میں طاق
سوارِ جہانگیر یکراں براق کہ بگذشت از قصرِ نیلی رواق
محمدؐ ہی نام اور محمدؐ ہی کام
عَلَیْکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیْکَ السّلام

عَلمدارِ عُشّاقِ ذاتِ یگاں سپہدارِ افواجِ قُدّوسیاں
معارف کا اک قلزمِ بیکراں اِفاضات میں زندۂ جاوداں
پلا ساقیا! آبِ کوثر کا جام
عَلَیْکَ الصَّلوٰۃُ عَلَیْکَ السّلام

خاص توجہ کے قابل ایک تربیتی مقالہ

الٰہی جماعتوں میں اتحاد و اتفاق کی اہمیت

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے واضح ارشادات

(محترم جناب مسعود احمد خان صاحب دھلوی ۔ بی ' اے)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد دیگر ادیان کے بالمقابل اسلام کو تمام رُوئے زمین پر غالب کر دکھانا ہے۔ خالصتاً اسی غرض کے پیش نظر آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جماعتِ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ ہم جو حضور علیہ السلام کے سلسلۂ بیعت میں داخل ہیں۔ یہ بات ہمارے فرائضِ منصبی میں شامل ہے کہ ہم اپنے عملی نمونے اور عظیم الشان تبلیغی جدّ و جہد کے ذریعے دنیا بھر میں اسلام کو غالب کرنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں۔

خدائی منشاء کے بموجب ہمارا یہ فرضِ منصبی ادا نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم باہمی اتحاد و اتفاق کی دولت سے مالا مال ہو کر بنیان مرصوص کی کیفیت اپنے اندر پیدا نہ کر لیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس خدائی منشاء کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمیٔ طائفۂ متقین یعنی تقویٰ شعار جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے **تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور انکا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائجِ خیر کا موجب ہو اور وہ برکت کلمۂ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات** میں جلد کام آ سکیں ..... وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں، یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں، اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشقِ زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں۔ اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ اُن کی عام برکات دنیا میں پھیلیں۔ اور محبت الٰہی اور ہمدردیٔ بندگانِ خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔" (اشتہار ۴ر مارچ ۱۸۸۹ء)

ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلۂ بیعت

اور قیام جماعت کی جو غرض بیان فرمائی ہے اس میں جماعتی اتحاد و اتفاق اور باہمی محبت و اخوت پر خاص زور دیا ہے اور اُسے ایسے بلند معیار تک پہنچانے کی تلقین فرمائی ہے کہ یہ اتحاد و اتفاق محض اُن کی اپنی ذات کے لئے ہی بابرکت نہ ہو بلکہ تمام دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور اسلام کے لئے برکت و عظمت اور نتائج خیر کا موجب ہو یعنی ایک جہان کو اسلام کی آغوش میں لانے کا نہایت مؤثر ذریعہ ثابت ہو۔

اب چونکہ غلبہ اسلام کی اس جدّ وجہد کا تمام مدار جماعتی اتحاد و اتفاق اور باہمی محبت و اخوت پر تھا اسلئے سلسلہ بیعت کا آغاز فرمانے کے بعد بھی آپ نے جماعتی اتحاد و اتفاق کی اہمیت کو بار بار اور بہ تکرار داخلین سلسلہ بیعت کے ذہن نشین کرایا اور اس پر بے انتہا زور دیا۔ چنانچہ ذیل میں حضور علیہ السلام کے وہ پُر معارف ملفوظات درج کئے جاتے ہیں جن میں حضورؑ نے جماعت کو باہمی جھگڑوں، کینوں اور عداوتوں سے بچنے اور جماعتی اتحاد و اتفاق اور باہمی محبت و اخوت کو ہر حال میں لازم پکڑنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جماعت کے باہم اتفاق و محبت پر
میں پہلے بہت دفعہ کہہ چکا ہوں کہ تم باہم اتفاق رکھو اور اجتماع کرو۔ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی تھی کہ تم وجود واحد رکھو ورنہ ہوا نکل جائے گی۔ نماز میں ایک دوسرے کے ساتھ جُڑ کر کھڑا ہونے کا حکم اسی لئے ہے کہ باہم اتحاد ہو۔ برقی طاقت کی طرح ایک کی خیر دوسروں میں سرایت کرے گی۔ اگر اختلاف ہو اتحاد نہ ہو تو پھر بے نصیب رہو گے۔ ..... میں نصیحت کرتا ہوں اور کہنا چاہتا ہوں کہ آپس میں اختلاف نہ ہو۔ میں دو ہی مسئلے لیکر آیا ہوں اوّل خدا کی توحید اختیار کرو، دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی جو صحابہؓ میں پیدا ہوئی۔ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ

(الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۰ء بحوالہ ملفوظات جلد دوم صفحہ ۴۵ و صفحہ ۴۹)

حضور علیہ السلام ایک اور جگہ جماعتی نقطۂ نگاہ سے اتحاد و اتفاق اور باہمی محبت و اخوت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہماری جماعت کو سرسبزی نہیں آئے گی جب تک وہ آپس میں سچی ہمدردی نہ کریں۔ جسے پوری طاقت دی گئی ہے وہ کمزور سے محبت کرے۔ میں سنتا ہوں کہ کوئی کسی کی

لغزش دیکھتا ہے تو وہ اس سے اخلاق
سے پیش نہیں آتا بلکہ نفرت اور کراہت
سے پیش آتا ہے۔ حالانکہ چاہیئے تو یہ
کہ اس کے لئے دُعا کرے، محبت کرے
اور اُسے نرمی اور اخلاق سے سمجھائے
مگر بجائے اس کے کینہ میں زیادہ ہوتا
ہے۔ اگر عفو نہ کیا جائے اور ہمدردی
نہ کی جائے اس طرح پر بگڑتے بگڑتے
انجام بد ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو
یہ منظور نہیں۔ جماعت تب بنتی ہے کہ
بعض، بعض کی ہمدردی کر کے پردہ پوشی
کی جاوے۔ جب یہ حالت پیدا ہو
تب ایک وجود ہو کر ایک دوسرے
کے جوارح ہو جاتے ہیں اور اپنے تئیں
حقیقی بھائی سے بڑھ کر سمجھتے ہیں...
.... **یہ طریق نامبارک ہے کہ
اندرونی پھوٹ ہو۔** خدا تعالیٰ
نے صحابہؓ کو بھی یہی طریق یعنی نعمتِ
اخوت یاد دلائی ہے۔ اگر وہ سونے
کے پہاڑ بھی خرچ کرتے تو وہ اخوت
اُن کو نہ ملتی جو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے ذریعہ اُن کو ملی۔ اسی طرح
پر خدا تعالیٰ نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے
اور اسی قسم کی اخوت وہ یہاں قائم
کرے گا..... **دیکھو ایکدوسروں
کا شکوہ کرنا، دلآزاری کرنا اور
سخت زبانی کر کے دوسرے کے
دل کو صدمہ پہنچانا اور کمزوروں
اور عاجزوں کو حقیر سمجھنا سخت
گناہ ہے۔**
اب تم میں ایک نئی برادری
اور نئی اخوت قائم ہوئی ہے۔ پچھلے
سلسلے منقطع ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے
یہ نئی قوم بنائی ہے جس میں امیر، غریب،
بچے، جوان، بوڑھے ہر قسم کے لوگ
شامل ہیں۔ پس غریبوں کا فرض ہے
کہ وہ اپنے معزز بھائیوں کی قدر
کریں اور عزت کریں اور امیروں کا
فرض ہے کہ وہ غریبوں کی مدد کریں،
ان کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھیں کیونکہ وہ
بھی بھائی ہیں۔ **گو باپ جُدا جُدا
ہوں مگر آخر تم سب کا روحانی
باپ ایک ہی ہے اور وہ ایک
ہی درخت کی شاخیں ہیں۔"**
(الحکم ۲۴ راگست ۱۹۰۲ء۔ بحوالہ
ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۴۸، صفحہ ۲۴۹)

پھر جو لوگ باہم اتفاق سے نہیں رہ سکتے اور آپس میں
جھگڑتے اور ایک دوسرے کے درپئے آزار ہوتے ہیں
حضورؑ انہیں ان کے بُرے انجام سے خبردار کرتے ہوئے
نہایت زوردار الفاظ میں فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ **یاد رکھو جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو کہ جو اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے اس کا انجام اچھا نہیں** ۔ مَیں ایک کتاب بنانے والا ہوں اس میں ایسے تمام لوگ الگ کر دیئے جائیں گے جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے..... یاد رکھو بعض کا جُدا ہونا مہدی کی علامت ہے اور کیا وہ علامت پوری نہ ہوگی؟ ضرور ہوگی۔ تم کیوں صبر نہیں کرتے۔ جیسے طبی مسئلہ ہے کہ جبتک بعض امراض میں قلع قمع نہ کیا جائے مرض دفع نہیں ہوتا۔ میرے وجود سے انشاء اللہ ایک صالح جماعت پیدا ہوگی.....

مَیں نے بتلایا ہے کہ مَیں عنقریب ایک کتاب لکھوں گا اور ایسے تمام لوگوں کو جماعت سے الگ کر دونگا جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔ **جو ایسے ہیں وہ یاد رکھیں کہ وہ چند روزہ مہمان ہیں جب تک کہ عمدہ نمونہ نہ دکھائیں۔ مَیں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو وہ خشک ٹہنی ہے۔ اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں تو کیا کرے؟** خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی کو چُوستی ہے مگر وہ پانی اسکو سرسبز نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ **پس ڈرو میرے ساتھ وہ نہ رہے گا جو اپنا علاج نہ کرے گا**" (الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۰ء

بحوالہ ملفوظات جلد دوم صفحہ ۴۸، ۴۹)

حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے جماعتی اتحاد و اتفاق اور باہمی محبت و اخوت کی اہمیت کو واضح کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ فرمایا اور اِس کثرت اور تکرار کے ساتھ اس کی اہمیت کو ذہن نشین کرایا کہ اس کا کوئی پہلو بھی تشنہ نہ رہا۔ پھر آپؑ نے تادمِ حیات اِس امر کی خاص طور پر نگرانی فرمائی کہ جماعتی اتحاد و اتفاق میں کوئی رخنہ نہ پڑنے پائے۔ چنانچہ اگر کوئی چھوٹی سے چھوٹی بات بھی ایسی آپؑ کے علم میں آتی جو باہمی محبت و اخوت کے منافی ہوتی تو آپ کو اس سے بے انتہا قلق ہوتا اور آپؑ فوراً اس کی نشاندہی کرکے اس کی اصلاح فرماتے۔ ایک موقع پر بعض خام طبع نئے احمدیوں کی طرف سے کچھ ایسے طرزِ عمل کا اظہار ہوا جو باہمی محبت و اخوت کے منافی تھا۔ اُن کے اِس طرزِ عمل سے آپؑ کو بے انتہا تکلیف پہنچی۔ آپؑ نے بیتاب ہو کر فوراً ہی ایک اعلان شائع فرمایا جس میں

احبابِ جماعت کو محبّت و اخوت کی اہمیت سمجھنے اور اپنے اندر کامل اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس اعلان میں آپؑ نے نہایت درد انگیز پیرائے میں احباب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا :-

"بعض حضرات جماعت میں داخل ہوکر اور اس عاجز سے بیعت کرکے اور عہدِ توبۂ نصوح کرکے پھر بھی ایسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبّر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کہہ سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں ۔۔۔ اگرچہ نجیب اور سعید بھی ہماری جماعت میں بہت ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے، جو نصیحتوں کو سُن کر روتے اور عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور ان کے دل پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے لیکن میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔ نفسانی لالچوں پر کیوں ان کے دل گرے جاتے ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اُٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اس کو نہ دوں اور اپنے لئے فرشِ زمین پسند نہ کروں۔ اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں اس کے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اس کے لئے جہاں تک میرے بس میں ہے آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں۔ اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ و دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں۔ بلکہ مجھے چاہیئے کہ میں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کے لئے رو رو کر دُعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے۔ اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم، یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیئے

کہ اُس سے ٹھٹھا کروں یا جبیں بہ جبیں ہو کر تیزی دکھاؤں، یا بد دیانتی سے اُس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں۔ کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے تئیں ہر ایک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دُور نہ ہو جائیں۔ خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر جھک کر بات کرنا مقبولِ الٰہی ہونے کی علامت ہے، اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں، اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے .....

یاد رہے کہ جو میری راہ پر چلنا نہیں چاہتا وہ مجھ سے نہیں، اور اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ اور جو میرے مذہب کو قبول کرنا نہیں چاہتا بلکہ اپنا مذہب پسندیدہ سمجھتا ہے وہ مجھ سے ایسا دُور ہے جیسا کہ مغرب مشرق سے۔ وہ خطا پر ہے کہ سمجھتا ہے کہ میں اس کے ساتھ ہوں۔ مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اُٹھا لیتے اور رسول کریمؐ کے پاک جُوئے کے نیچے صدقِ دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے۔ اور راستبازی کو اختیار نہیں کرتے، اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے، اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے، اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے، بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں، اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں۔ اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔ مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں اور غریبوں اور مسکینوں کی عزت کرتے اور عاجزوں سے تعظیم سے پیش آتے ہیں، اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ٹھٹھا نہیں کرتے اور اپنے ربِّ کریم کو یاد رکھتے ہیں اور زمین پر غریبی

سے چلتے ہیں۔ سو میں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کیلئے نجات تیار کی گئی ہے۔

میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ دن بھی ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دُور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے۔"

(اشتہار التوائے جلسہ ۷ دسمبر ۱۸۹۳ء مندرجہ شہادت القرآن)

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں جماعتی اتحاد و اتفاق کی اہمیت کو سمجھنے اور اس پر کاربند رہتے ہوئے غلبۂ اسلام کی جدوجہد کو پوری یکجہتی اور دلجمعی کے ساتھ جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم اُن لوگوں میں سے نہ ہوں جو جماعتی اتحاد و اتفاق کی پرواہ نہ کرتے ہوئے باہمی افتراق کا بیج بونے والے ہوں اور جن کا خدائی وعدہ کے موجب جماعت سے کاٹا اور منقطع کیا جانا مقدر ہو بلکہ اُن لوگوں میں سے ہوں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن کی باہمی محبت و اخوت اور اتحاد و اتفاق کی وجہ سے اپنے ساتھ قرار دیا ہے اور جنہیں خود اپنے درختِ وجود کی سرسبز شاخیں ٹھہرایا ہے۔ اے ہمارے ارحم الراحمین خدا تُو ایسا ہی کر۔ آمین ❖

تمثیلاتِ محمود

(مرسلہ مکرم محمد اسلم صاحب سجاد۔ بھگوال جہلم)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ کی طرف سے جو روپیہ تمہیں ملتا ہے اگر تم اسکے متعلق اپنے دلوں میں یقین اور ایمان پیدا کر لو کہ وہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے تمہیں دیا ہے تو تم خدا تعالیٰ کیلئے اس روپیہ کو خرچ کرنے میں کبھی دریغ نہ کرو کیونکہ تم سمجھو کہ یہ میری چیز نہیں تھی بلکہ اُسی کی تھی جیسے انسان بعض دفعہ سفر پر جاتا ہے تو وہ اپنی بھینس ہمسایہ کو دے جاتا ہے اور کہتا ہے کہ آپ دس دن اسکا دُودھ پئیں سفر سے واپس آکر میں لے لونگا اب کوئی کمینہ اور ذلیل انسان ہی ہوگا جو اسکے مانگنے پر اپنے دل میں کہے کہ یہ مر کیوں نہ گیا بھینس میرے قبضہ میں ہی رہتی۔ ورنہ جو شریف انسان ہوگا وہ کہیگا کہ میں آپ کا بڑا ممنون ہوں آپ کی بھینس سے میں نے بڑا فائدہ اُٹھایا ہے۔ دنیا میں تو امانت رکھنے والے اپنی ساری امانت واپس لے لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنی امانت میں سے ہمیشہ ایک حصہ مانگتا ہے سارا نہیں مانگتا پس وہ تو امانتداری بھی نئی قسم کا ہے اسکے مانگنے پر جو شخص ناراض ہوتا ہے وہ بڑا ہی ذلیل اور رذیل قسم کا انسان ہے اس نے رات دن خدا تعالیٰ کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھایا پھر کسی موقع پر اگر اُس نے ایک آدھ چیز مانگ لی تو اُس نے شور مچانا شروع کر دیا کہ مجھ پر ظلم کیا جا رہا ہے۔" (تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم صفحہ ۲۴۰)

(باقی)

حاصلِ مُطالعہ

(جناب مولوی دوست محمّد صاحب شاھد)

۱۔ ”ختمِ نبوّت“ کی آڑ میں

خاکسار تحریک کے علّامہ عنایت اللہ خان مشرقی نے ”قولِ فیصل“ میں مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھا۔

”کیا تمہاری رسولِ خدا سے ... محبّت کی لغت میں ختمِ نبوّت کے معنے آج یہ نہیں کہ چونکہ عمل پر تکلیف دینے والا اور خدا کی راہ میں جان اور مال مانگنے والا محمدؐ مدّت ہوئی چل بسا اور شکر ہے کہ چل بسا بلکہ الحمد للہ کہ اب قیامت تک کوئی دوسرا تکلیف دہ نبی آنے کا نہیں اسلئے اب جو شخص بھی ہم سے قرآن پر عمل چاہیگا ہم اس کو نبی ہونے کا طعنہ دیکر اسلام سے خارج اور خاموش کر دیں گے۔ ہم بولنے سے پہلے اس کی عزّت اور شہرت کا گلا گھونٹ کر رہیں گے۔ کئی سو برس تک ہمارے باپ دادوں کو ایک نبی نے بے حد تکلیف دی اب اس نبی کے ”خاتم“ کے بعد کوئی دوسرا شخص اسکے صحیح اُسوہ پر چلانے والا آیا تو ہم قرونِ اولیٰ کے کافروں کی طرح اس کی بے حد مخالفت کریں گے۔ اس کو جھوٹا نبی اور دجّال کہہ کر اس کی عزّت کو ختم کر دینگے۔ خدا خدا کر کے تئیس برس کے بعد نبوّت ختم ہوئی تھی اس لئے اب قرآن پر عمل بھی ختم ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمان بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئے اب ہماری دوستی صرف نمک خوار مولوی اور ملّا سے ہے جو جنّت کے لئے نمازی بننے کی کڑی قرآنی شرط کی بجائے تہمد، مسواک اور ڈاڑھی کی آسان ”اسلامی“ شرطیں پیش کرتا ہے۔ نبوّت کے ختم ہونے کے بعد قرآن پر پھر عمل کرانے کی مجال اب کس انسان میں ہو گی۔“ (قولِ فیصل ص۴۹ بعنوان ”ختمِ نبوّت کی آڑ میں مسلمانوں کی کام چوری“)

۲۔ عیسائی دُنیا میں یسوع؟

علّامہ نیاز فتحپوری کی تصنیف ”مذاہبِ عالم کا تقابلی مطالعہ“ سے ایک دلچسپ اقتباس:۔

”اب عیسائی دُنیا میں یسوع کی ہستی وہم و خیال سے زیادہ کچھ نہیں ہی اور

برنارڈ شا وغیرہ تو اسے "پاگل" آدمی سمجھنے لگے۔ یورپ میں عوام کو کس قدر بیگانگی جنابِ مسیح سے پیدا ہو گئی ہے اس کا اندازہ ذیل کے ایک لطیف واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک بار کوئی پادری نزدوڈ کی پیشہ قلعہ میں مذہبی کتابوں کا ایک بنڈل باندھ کر گیا اور فرداً فرداً ہر شخص سے پوچھنے لگا کہ بھئی تم مسیح کو جانتے ہو؟ اس کا جواب ہر شخص نے سر ہلا کر نفی میں دیا۔ بالآخر ایک شخص نے دوسرے سے دریافت کیا کہ یہ مسیح کون شخص ہے جس کی اس قدر تلاش ہو رہی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ کارخانہ میں کوئی کاریگر ہوگا جس کا کھاتا یہ شخص بغل میں دبائے پھرتا ہے۔" (صفحہ ۵۸-۵۹)

۳۔ "سیرت محمد علی" کا ایک ورق

جناب رئیس احمد جعفری نے مولانا محمد علی جوہر کے حالاتِ زندگی پر روشنی ڈالتے ہوئے مندرجہ ذیل واقعہ بھی لکھا ہے:۔

"۱۹۲۷ء میں پنجاب کے ایک لیڈر اور اسلامی ہند کے ایک شاعر (علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ) نے پنجاب کونسل میں ایک تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میں ہندو مسلم افسران کے بجائے انگریز افسران کا خیر مقدم کروں گا۔ محمد علی نے اس رائے سے سخت اختلاف کیا، ہمدرد میں مسلسل مقالات لکھے۔"

(سیرت محمد علی صفحہ ۴۱۶)

۴۔ ایک اہم نکتہ

مولانا عبدالماجد دریا بادی کا ایک مکتوب جناب شورش کاشمیری مدیر "چٹان" کے نام:۔

"آخری فقرہ خدا کے لئے آفتاب کے ذرّوں کو نہ ملائیے"۔۔۔۔ کے جواب میں سوا اس کے اور کیا عرض کروں کہ خدا کے لئے کوئی طریقہ بتائیے کہ اُمت کے اعمال کے جواز و عدم جواز کی بحث میں بجز اسوۂ انبیاء کے پیش کرنے کے کوئی اور معیار رکھا جائے۔ خصوصاً الخاص معیار اُمّت کے ہاتھ میں ہے اسی کو آپ اس سے چھین لینا چاہتے ہیں۔" (چٹان سالنامہ ۱۹۵۶ء صفحہ ۲۱)

بعض احباب خود تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت کو زیرِ تنقید لاتے ہیں اور قرآن و حدیث سے اس کے جواز کی دلیلیں فراہم کرتے ہیں مگر جب ان کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے اکابرِ اُمت کے حالات و وقائع کی روشنی میں اُن کا جواب دیا جاتا ہے تو وہ مشتعل ہو جاتے ہیں اور بزبانِ حال کہہ اٹھتے ہیں "خدا کے لئے آفتاب سے ذرّوں کو نہ ملائیے"۔ دینی حیثیت سے

یہ روش کس درجہ ناقابلِ فہم ہے؟ اس کا جامع و مانع جواب مولانا دریابادی کے مندرجہ بالا الفاظ میں موجود ہے۔

۵- اسلام میں شاعری

تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی میں سورۃ الشعراء کی آیت والشعراء الخ کی تفسیر کے ضمن میں مندرج ہے کہ:-

"تفسیر کواشی میں لکھا ہے کہ یہ آیت نازل ہونے کے بعد حضرت حسانؓ ابن رواحہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے شاعروں کا ایک گروہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حق تعالیٰ جانتا ہے کہ ہم شاعر ہیں۔ اور ابن رواحہ نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ میں اسی وصف پر مر جاؤں تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن جہاد کرتا ہے اپنی شمشیر سے اور تم لوگ اپنی زبان سے کافروں کی شان میں جو شعر کہتے ہو وہ تیر اور نیزے سے زیادہ ان پر سخت ہیں۔ اور یہ آیت نازل ہوئی کہ الا الذین آمنوا۔ جن شاعروں کے تابع احمق لوگ ہیں وہ ہر وادی میں سرگردان پھرتے ہیں مگر وہ لوگ جو ایمان لائے وعملوا الصّٰلحٰت اور جنہوں نے کام کیے نیک یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کی اور کافروں کی ہجو اور مذمت میں مشغول ہوئے وذکروا اللّٰہ اور جنہوں نے یاد کیا اللہ کو اشعار میں کثیراً بہت۔ یعنی مسلمان شاعروں کے اکثر اشعار توحید اور تمجید میں ہیں۔ اور عبادت کی رغبت دلانے میں اور غفلت سے ہوشیار کرنے میں۔ و انتصروا اور بدلہ لیا مشرکوں سے بعد ما ظلموا بعد اس کے کہ ظلم کیے گئے تھے ہجو کے سبب سے یعنی اُن کی ہجو انہی کی طرف پھیر دی اور حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان سے فرمایا ہے کہ اُہجُ المشرکین فَاِنَّ جبریلَ معکَ یعنی ہجو کر مشرکوں کی پس بے شک جبریل تیرے ساتھ ہیں۔"

قرآن مجید میں حضرت خواجہ میر دردؔ کے تخلص کا ذکر

حضرت خواجہ میر درد فرماتے ہیں کہ:-

"میرا تخلص بھی الہامی ہے قرآن مجید کے پہلے پارہ میں جو الف لام میم حروفِ مقطعات آئے ہیں ان کی نسبت بعض اہلِ معارف نے فرمایا ہے

کہ اگر انہیں ملا کر لکھا جائے تو الم کی
صورت پیدا ہوتی ہے اور الم عربی
میں درد کو کہتے ہیں اور یہی میرا تخلص
ہے۔" (میخانۂ درد صفحہ ۱۰۶)

ہم پر عموماً یہ سوال کیا جاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جب کشفاً قادیان کا نام قرآن میں دیکھا ہے تو آیت کا حوالہ بتائیے؟ میں سوال کرنے والوں کی خدمت میں یہ حوالہ پیش کرتے ہوئے صرف یہ عرض کرونگا کہ وہ اپنے اندر کشفی قوت پیدا کریں انشاء اللہ ان کو قرآن سے قادیان کا نام مل جائے گا۔

۷۔ حضرت نوحؑ کا نام عبد الغفار

ایک عرب عالم احمد مکی صاوی نے جلالین شریف پر ایک حاشیہ لکھا ہے جس میں انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی نسبت لکھا ہے" اسمہٗ عبد الغفار" یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا نام عبد الغفار تھا (جز ۲ صفحہ ۲)[1]

اگر مرکب نام ہونے کی وجہ سے نبوت مشکوک ہو جاتی ہے تو حضرت نوح علیہ السلام اور ان کو نبی تسلیم کرنے والے انبیاء کا خدا حافظ!!

۸۔ قرآنی قسموں کا فلسفہ

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی متعدد کتابوں میں قرآنی قسموں کا لطیف فلسفہ بیان فرمایا ہے جو تفسیر و تجدید دین کا ایک نہایت درخشندہ باب ہے۔ حضورؑ آئینہ کمالات اسلام میں تحریر فرماتے ہیں:-

"قسم کے بارے میں خوب یاد رکھنا
چاہیئے کہ اللہ جلشانہٗ کی قسموں کا
انسانوں کی قسموں پر قیاس کر لینا
قیاس مع الفارق ہے ۔۔۔ اللہ تعالیٰ
قسم کے لباس میں اپنے قانون قدرت
کے بدیہات کی شہادت اپنی شریعت
کے بعض دقائق حل کرنے کے لئے
پیش کرتا ہے تا قانون قدرت جو
خدا تعالیٰ کی ایک فعلی کتاب ہے اس
کی قولی کتاب پر شاہد ہو جائے اور
تا اس کے قول اور فعل کی باہم مطابقت
ہو کر طالب صادق کے لئے مزید معرفت
اور سکینت اور یقین کا موجب ہو"

(صفحہ ۹۶-۹۸ حاشیہ)

اس پُر معارف تفسیر کے مقابل اب عہدِ حاضر کے ایک مشہور عالم کی قرآن دانی کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ قرآنی قسموں کی چار حکمتیں بایں الفاظ تحریر فرماتے ہیں:-

(۱) "..... مکے والوں کو قسم کھانے کی
عادت تھی اور وہ قسم کا احترام بھی
کرتے تھے اس لئے مکی سورتوں میں
زیادہ تر قسمیں آئیں ...."

---

[1] یہ حوالہ مولانا محمد صادق صاحب سابق مبلغ انڈونیشیا نے عنایت فرمایا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔

(۲) "مکے میں مسلمان کمزور تھے اور مخاطبین کفار و مشرکین طاقتور تھے، وہ لوگ اپنی قوت و طاقت اور اکثریت کے گھمنڈ میں ضد اور ہٹ دھرمی سے کام لیتے تھے اُن پر اپنی صداقت ثابت کرنے کے لئے قسم کے سوا اور کوئی دوسرا طریقہ نہ تھا۔"

(۳) "عقائد کی باتیں جن کا تعلق محض غیب سے ہے مثلاً فرشتے، قیامت، بعث بعد الموت اور دوزخ و جنت وغیرہ ان تمام باتوں کو ہٹ دھرم منکرین پر دلائل سے ثابت کرنا ممکن نہ تھا۔ معاد و عالم آخرت کے امور کے متعلق قسم ہی کے ذریعے مخاطبین کو یقین دلایا جا سکتا تھا۔"

(۴) "قسم انہیں باتوں پر کھائی جاتی ہے جن کو گواہ یا دلائل سے ثابت کرنا ممکن نہ ہو۔" (خاتونِ پاکستان قرآن مجید نمبر ۱۹۶۵ء صفحہ ۸۲-۸۳

از مولانا محمد عمادی پھلواروی)

ع قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا

مکتبہ الفرقان ربوہ سے آپ جملہ کتب طلب فرمائیں!
(مینیجر الفرقان ربوہ)

الفرقان کا "مسیح موعودؑ نمبر"

جناب ایڈیٹر صاحب روزنامہ الفضل الفرقان کے مسیح موعود نمبر کے متعلق تحریر فرماتے ہیں

"اس نمبر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیشتر ان تعلیمات پر اور ان حقائق پر روشنی ڈالی گئی ہے جن کا تعلق ان اختلافی مسائل سے ہے جو فریقِ لاہور نے پیدا کر رکھے ہیں۔ چنانچہ چند عنوانات اس تعلق میں ملاحظہ ہوں۔

- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منصب اور مقام۔
- اپنے دعویٰ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پچاس حوالہ جات۔
- اکابر غیر مبائعین کا عقیدہ ۱۹۱۴ء تک۔
- فریقِ لاہور کے اکابر کی مرکزِ سلسلہ سے علیحدگی کا سبب

الغرض ادارہ کی طرف سے چھ سات مضامین اس سلسلہ میں ہیں۔ باقی مضمون نگاروں میں سے "غیر مبائعین کی علیحدگی کا پس منظر" منجانب محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب۔ "انبیاء کے خلفاء کا انتخاب عمر بھر کے لئے ہوتا ہے" از محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ "غیر مبائع حضرات سے مخلصانہ اپیل" از جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس۔ "غیر مبائع دوستوں کی خدمت میں ایک دردمندانہ گزارش" از محترم جناب مرزا عبد الحق صاحب ایڈووکیٹ وغیرہ وغیرہ کئی ایک دوستوں کے مضامین مندرجہ بالا نقطۂ نظر سے بھی لکھے گئے ہیں۔

ہماری دانست میں یہ نمبر اختلافی مسائل کے متعلق ایک مختصر سی انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اسلئے چاہئے کہ ہر احمدی اسکو خرید کر اپنے پاس رکھے اور خود بھی استفادہ کرے اور دوسروں کو بھی استفادہ کا موقع بہم پہنچائے۔" (الفضل ۲ جولائی ۱۹۶۵ء)

حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت

پادری روشن خان بھی پھر گئے!

کیا کوئی اور معقول پادری از روئے دلائل مقابلہ کے لئے تیار ہوگا؟

حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کا عقیدہ آج تارِ عنکبوت سے بھی کمزور تر ثابت ہو چکا ہے۔ حضرت مسیح محمدی علیہ السلام نے موجودہ عیسائیت کے اس ستون کو دلائل اور براہین کے زور سے پاش پاش کر دیا ہے اور پھر آپ کی پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کی تائید میں روز بروز نئے نئے انکشافات ہو رہے ہیں اور خود بعض مغربی محققین اس اعتراف پر مجبور ہو گئے ہیں کہ ان حالات میں مسیحؑ کی صلیبی موت کا عقیدہ سراسر بے بنیاد ہے۔

احادیثِ نبویہ میں آنے والے مسیح موعود کی علامت **کسرِ صلیب** لکھی تھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کی دلائل کے رُو سے تردید کر کے پوری طرح کسرِ صلیب کر دی۔ یہ دلائل اتنے زبردست اور لاجواب ہیں کہ کسی خطۂ زمین میں پادری صاحبان ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے میں یہ بات اپنے **چالیس سالہ تجربہ** کی بنا پر کہتا ہوں فلسطین وامریکہ میں بھی پادری صاحبان اس موضوع پر عاجز و لاجواب تھے۔ ہندوستان میں بھی تمام تر شوخی و لفاظی کے باوجود وہ دلائل کے لحاظ سے عاجز و درماندہ تھے۔ پاکستان میں بھی وہ بالکل بے بس ہو چکے ہیں۔ ہم سالہا سال سے درخواست کر رہے ہیں کہ کوئی پادری صاحب گالیوں اور ذاتی طعن و تشنیع کو چھوڑ کر دلائل کے رُو سے حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت پر ہم سے تحریری مناظرہ کر لے۔ ہم نے اپنا پہلا تحریری پرچہ طبع کرا کر بھی پیش کر رکھا ہے (الفرقان دسمبر ۶۲ء) ہمارا تجربہ ہے کہ آج تک کسی پادری نے معقولیت سے اس موضوع پر گفتگو نہیں کی۔ وہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو گالیاں دینا شروع کر دیں گے یا ہمیں بُرا بھلا کہنا شروع کر دیں گے لیکن دلائل کے رُو سے بات کریں یہ اُن کے بس کا روگ نہیں ہے۔ پادری عبدالحق صاحب سے لیکر پادری الیاس و ماسٹر برکت صاحبان تک کا یہی حال ہے۔ مگر سب عقلمند جانتے ہیں کہ اس طریق سے حضرت مسیحؑ کا صلیب پر فوت ہو جانا تو ثابت ہونے سے رہا۔ اسلئے جب ہم ان لوگوں کے عجز کو ظاہر کرتے ہیں تو کسی نہ کسی پادری کو جوش آجاتا ہے کہ اچھا میں احمدیہ دلائل کا جواب دونگا چنانچہ لاہور کے ماہنامہ اخوت کے پادری روشن خان صاحب نے "باقاعدہ پادری" ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے مجھے لکھا تھا کہ:-

"آپ کی خدمت کے لئے ہم حاضر ہیں تحریری فیصلہ ہی کر لیجئے لیکن شرط ایک ہے مضامین کا تعلق اصل موضوع کے ساتھ ہونا چاہیئے ذاتیات کا تذکرہ کرنے سے کنارہ کش ہونا چاہیئے۔ اگر یہ شرط منظور ہے تو خط و کتابت شروع کر دیجئے بندہ جواب حاضرِ خدمت

کر دے گا۔" (اخوت مارچ ۱۹۶۵ء)

پھر لکھا کہ:۔ "براہِ کرم اس پہلے پرچہ کی ایک کاپی راقم الحروف کو ارسال کر دیجئے آپکے دسوں سوالات مع جوابات کے اخبار اخوت میں شائع کرانے کا میں ذمہ وار ہوں۔" (اخوت مارچ ۱۹۶۵ء)

پادری روشن خان صاحب کے جواب میں اپنا پہلا پرچہ بھجواتے ہوئے خاکسار نے الفرقان میں تحریر کیا کہ:۔

"ہم پادری صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت مسیح کی صلیبی موت کے تحریری مناظرہ میں اپنا پہلا پرچہ جو دس دلائل پر مشتمل ہے بذریعہ رجسٹری جناب پادری روشن خان صاحب کے نام آج (۸ مارچ ۱۹۶۵ء کو) بھجوا رہے ہیں۔ اس مناظرہ میں کل سات پرچے مقرر ہیں۔ پادری صاحب نے ہمارے پرچہ کو اپنے جوابات سمیت اخوت میں شائع کرانے کی ذمہ داری لی ہے دیکھیں وہ اس ذمہ داری کو کس حد تک پورا کرتے ہیں۔" (الفرقان اپریل ۱۹۶۵ء صفحہ ۳-۴)

ہم چشم براہ تھے کہ اخوت میں ہمارے دلائل اور انکے جوابات شائع ہونگے مگر ع خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ اخوت بابت مئی ۱۹۶۵ء میں پادری روشن خان صاحب نے جوابات کی بجائے مدیر الفرقان کو لکھا کہ:۔ "نوازش نامہ شرفِ صدور ہوا۔ یاد آوری کیلئے ممنون ہوں۔ میرا ارادہ تھا کہ حسب وعدہ آپکے دسوں دلائل مع جوابات اخوت میں شائع کرا دوں کیونکہ یہ دلائل اگرچہ آپ کے خیال میں تریاق اکبر ہوں لیکن ہمارے نزدیک فرسودہ سوالات ہیں جن کا جواب ایک بار نہیں بلکہ بارہا مسیحی علماء دے چکے ہیں لیکن میں نہ ماننوں کا کوئی علاج ہمارے پاس نہیں۔ بہرکیف جوابات تیار کرنے کی فکر میں تھا کہ جناب پادری الیاس مل صاحب گوجرانوالہ سے تشریف لے آئے اور فرمانے لگے کہ جبتک انکا اور آپکا فیصلہ نہ ہو جائیں خاموش رہوں۔ مولانا صاحب! میرے خیال میں یہ بھی مناسب ہے۔ ماسٹر برکت اللہ خان آپکے دست بگریباں ہیں انہیں تاحال سے حوالہ جات پیش کیجئے... جبتک ہر دو صاحبان فیصلہ نہیں کر لیتے میری طرف سے سکوت رہیگا۔" (اخوت مئی ۱۹۶۵ء صفحہ ۱۱)

جناب پادری روشن خان صاحب کو ماسٹر برکت خان اور پادری الیاس کا مبلغ علم بخوبی معلوم تھا وہ جانتے تھے کہ یہ دونوں گالیوں اور لایعنی طویل بیانی تو کر سکتے ہیں مگر دلائل کا جواب انکی طاقت سے ہی باہر ہے۔ اسی لئے پادری صاحب سب کچھ جانتے ہوئے تیار ہوئے تھے کہ حضرت مسیح کی صلیبی موت پر دسوں دلائل کو مع اپنے جوابات کے اخوت میں شائع کر دینگے مگر جب انہوں نے ان دلائل کو پڑھا اور انہیں "جوابات تیار کرنیکی فکر" لاحق ہوئی تو انہوں نے پادری الیاس کے گوجرانوالہ سے آنیکا بہانہ بنا لیا اور ادھر ماسٹر برکت خان کو فرما کسا دیا کہ اب سنٹ لکھنا شروع کر دو کیا یہ طریق کسی محقق اور خدا ترس پادری کا ہو سکتا ہے؟

میں نے ماسٹر برکت خان کو لکھ دیا تھا کہ "اگر کوئی معقول بات آپکو آتی ہے تو وہ پادری روشن خان صاحب کو بتا دیں ورنہ خاموشی اختیار فرمائیں" (اخوت جون ۱۹۶۵ء صفحہ) اگر ان صاحبان میں جذبۂ تحقیق ہے تو تینوں مل کر پادری روشن خان صاحب کو "جوابات تیار کرنے" میں مدد دیں اور پھر میرے دسوں دلائل مع جوابات کو "حسب وعدہ" اخوت میں شائع کریں۔ ورنہ پادری روشن کا انحراف انکی ایسی بے بسی ہے جس پر ہر شخص کو رحم آئیگا۔ کیا پادری صاحبان مل کر بھی "جوابات تیار کرنے کی فکر" سے آزاد ہو سکتے ہیں؟ دیدہ باید۔!

بالآخر یاد رہے کہ ہمارے دلائل میں کوئی گالی نہیں انجیلی حوالہ جات ہیں اور قوتِ استدلال ہے معقولیت ہے ہمیں اسی طرح کے جوابات مطلوب

متفرقات

قابلِ تحقیق روایت

مودودی صاحب نے ابن جوزی کی کتاب تاریخ عمر بن الخطاب صـ۱۲۴ مطبوعہ مصر کے حوالہ سے روایت درج کی ہے :۔

"عن العتبی قال بعث الی عمر رضوان الله علیه بحلل فقسمها فاصاب کل رجل منا ثوباً ثم صعد المنبر وعلیه حلة والحلة ثوبان فقال ایها الناس ألا تسمعون فقال سلمان رحمه الله لا نسمع فقال عمر ولِمَ یا ابا عبد الله قال انك قسمت علینا ثوباً ثوباً وعلیك حلة فقال لا تعجل یا ابا عبد الله ثم نادی عبد الله فلم یجبه احد فقال یا عبد الله بن عمر فقال لبیك یا امیر المؤمنین قال الثوب الذی ائتزرت فیه هو ثوبك قال اللّهم نعم فقال سلمان الآن فقل نسمع"

اہل علم حضرات اِس روایت کے متعلق اپنی تحقیق ارسال فرمائیں۔

مفت اشاعت فنڈ

عزیزہ امۃ الرحمٰن صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب میڈیکل آفیسر لکھتی ہیں: "چھ روپے اعانت رسالہ الفرقان ارسال ہے۔ میری بڑی بچّی اور لڑکے نے بالترتیب ۵۹۱ اور ۴۸۱ نمبر لیکر میٹرک اور مڈل کے امتحان پاس کئے ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان بچّوں کو مزید کامیابی عطا فرمائے۔ آمین"

● مکرم گیانی عباد اللہ صاحب نے بھی اس مد میں مبلغ پانچ روپے ارسال کئے ہیں۔ جزاھم اللہ خیراً ٭

الفردوس

انار کلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ھے

"الفردوس"

۸۵۔ انار کلی۔ لاہور

عمارتی لکڑی

ہمارے ہاں

عمارتی لکڑی دیار، کیل، پڑتل، چیل، کافی تعداد میں موجود ہے!

ضرورت منداصحاب

ہمیں خدمت کا موقع دیکر مشکور فرمائیں

★ گلوب ٹمبر کارپوریشن، ۲۵۔نیو ٹمبر مارکیٹ لاہور۔ فون نمبر ۶۲۶۱۸

★ سٹار ٹمبر سٹور، ——— ۹۰۔فیروز پور روڈ لاہور

★ لائلپور ٹمبر سٹور، ——— راجباہ روڈ لائلپور۔ فون نمبر ۳۸۰۸

سرزمین قادیان کا اوّلین دواخانہ

جسے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اپنے مبارک ہاتھوں قائم فرمایا

سنہ ۱۹۱۱ء سے آپ کی جملہ طبّی ضروریات بہ احسن پوری کر رہا ہے!

پیچیدہ سے پیچیدہ زنانہ اندرونی امراض کا بھی علاج کیا جاتا ہے!

دوائی خاص زنانہ امراض کا واحد علاج قیمت فی شیشی ۳ روپے	زنانہ معائنہ کا معقول انتظام ہے قدیمی ——— اوّلین ——— شہرۂ آفاق **حب اٹھرا (رجسٹرڈ)** مکمل کورس پونے چودہ روپے	**زد جام عشق** طاقت کی لاثانی دواء قیمت ۶۰ گولی ۴ روپے
حب مفید النساء عورتوں کی جملہ بیماریوں کی دوا قیمت خوراک ایکماہ ۲ روپے	**حکیم نظام جان اینڈ سنز** چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ	**نرینہ اولاد گولیاں** سو فیصدی مجرب دوا قیمت فی کورس ۹ روپے

(طابع و ناشر:۔ ابوالعطاء جالندھری؛ مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ؛ مقام اشاعت:۔ دفتر الفرقان ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ:- (۱) مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اسلئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ مرگند نہیں ہیں بلکہ عارضی ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائینگے (۳) وصیت کی منظوری تک موصی وصیت کنندہ اگر چاہے تو اس عرصہ میں چندہ عام ادا کرتا رہے مگر بہتر یہی ہے کہ حصہ آمد ادا کرے جو کہ مذکورہ وصیت کی نیت کر چکا ہے۔ وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان وصایا اس امر کو نوٹ فرمالیں۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مثل ۱۷۷۵۳ میں خلیل احمد ولد چوہدری باغ الدین قوم جٹ باجوہ پیشہ زمیندارہ عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۱۱-۷-۵۰ ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد زرعی اراضی نہری و بارانی تعدادی رقبہ ۳۱۵ ایکڑ جس کی موجودہ مالیت دو لاکھ تیس ہزار روپیہ اندازاً تخمینہ ہے۔ مندرجہ جائیداد دیگر حصہ داران پانچ حقیقی بھائی چار ہمشیرہ اور والدہ محترمہ کے ہمراہ مشترک اور ابھی قابل تقسیم ہے تفصیل جائیداد یہ ہے۔ چک ۱۱-۷-۵۰ ضلع منٹگمری کل رقبہ ۴۰ ایکڑ جس میں میرا حصہ ۱/۹ رقبہ ۲ کنال ۲ ایکڑ فی ایکڑ ڈیڑھ ہزار مالیت کے حساب کل دس ہزار روپیہ ہے کوٹ باغ دین تحصیل ٹنڈو الہ یار ضلع حیدرآباد سندھ کل رقبہ ۲۲۲ ایکڑ جس میں میرا حصہ ۱/۹ رقبہ ۳ کنال - ۲۸ ایکڑ فی ایکڑ پانچصد روپیہ کل -/۱۹۱۲۲ ہے موضع کھو والی ضلع سیالکوٹ کل رقبہ بارانی ۲۵ ایکڑ مالیت پچیس ہزار روپیہ ہے جس میں میرا حصہ ۱/۹ ۲ کنال - ۲ ایکڑ کی مالیت تین ہزار روپیہ۔ مجموعی رقبہ ۲ کنال - ۳۴ ایکڑ مالیت -/۳۲۱۲۲ کا شرعی حصہ میری ملکیت جائیداد ہے۔ مذکورہ مواضعات میں مکانات خام ہیں جن میں میرا حصہ ۱/۹ ہے۔ مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر کوئی جائیداد یا آمد اسکے بعد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جو میراثہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ وصیت تاریخ تحریر سے جاری کی جائے۔ العبد خلیل احمد بقلم خود۔ گواہ شد۔ نور احمد ولد چوہدری باغ دین۔ گواہ شد۔ محمد ابراہیم اسیکرٹری وصایا

مثل ۱۷۷۵۴ میں امۃ الحفیظ زوجہ عبدالقیوم قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن گوکھووال ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۳/۱۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ اسکے علاوہ میری کوئی آمد نہیں۔ حق مہر -/۵۰۰ روپے ذمہ خاوند۔ زیورات انگوٹھی طلائی ۳ عدد وزنی ۹ ماشہ۔ کڑے طلائی ایک عدد وزنی ۳ تولہ کانٹے ایک جوڑی وزنی ۲ تولہ ٹکر ایک وزنی ۹ ماشہ۔ بالیاں ایک تولہ چوڑیاں ۲ تولہ۔ کل وزن ۲۵ تولہ قیمتی -/۲۸۶۱ روپے۔ یا اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وفات کے بعد جو متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ العبد امۃ الحفیظ۔ گواہ شد۔ عبدالقیوم بقلم خود

مثل ۱۷۷۵۵ میں بشیر احمد ولد عبداللہ خان قوم بٹ کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن بھائی والا ڈاکخانہ بھاڑانہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے مگر اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں مد حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۰۰ روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ تفصیل جائیداد موجودہ حسب ذیل ہے۔ ایک عدد مکان ملکیتی واقع موضع بھائی والا قیمت قریباً -/۱۵۰۰ روپے۔ ایک عدد جائیداد مسکونہ واقع ربوہ محلہ باب الابواب ایک کنال -/۱۰۰۰ روپے۔ ایک عدد قطعہ سفیدہ واقع ربوہ مالیتی -/۲۸۰۰ روپے۔ ایک قطعہ سفیدہ موضع بھائی والا مالیتی -/۱۰۰ - اراضی ... کا ۶ کنال - ۴ مرلے مالیت -/۸۰۰ روپے ملکیتی واقع بھائی والا ... اراضی قریباً ۱۱۹ ... جو کہ اسوقت -/۱۱۰۲۵ روپے میں بانقصہ ہے۔ ان تمام جائیداد کی قیمت بازار -/۹۲۵۰ روپیہ ہے۔ اس جائیداد میں جو کہ ملکیتی مظہر ہے کوئی حصہ شراکت نہیں اسکے علاوہ میرے والد محترم بوقت وصیت زندہ ہیں انکی زندگی کے بعد بھی جو حصہ جائیداد کی ملکیت وغیرہ سے مجھے یا میرے ورثاء کو ملیگا اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد چوہدری بشیر احمد۔ گواہ شد۔ ... علی محمد ... بقلم خود۔ گواہ شد ...

مثل نمبر ۱۷۷۵۶ میں میر عبدالرشید تبسم ولد مولوی عبدالرحیم صاحب قوم میر پیشہ تعلیم عمر ۱۹ ۱/۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۲/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اس وقت میری کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے مجھے صرف مبلغ پانچ روپے ماہوار جیب خرچ کی صورت میں ملتے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد میر عبدالرشید تبسم۔ گواہ شد میر معین الدین دارالصدر شرقی ربوہ۔ گواہ شد سید محمود احمد ناصر دارالصدر شرقی ربوہ ☆

مثل نمبر ۱۷۷۵۷ میں فیض دین ولد نظام دین قوم گل پیشہ قصاب عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۱۲/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد دس کنال اراضی سکنی مالیتی ۔/۳۰۰ روپے واقعہ محلہ دارالیمن ہے۔ میں اپنی مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ مجھے اس وقت بذریعہ معمولی کاروبار مبلغ ۔/۱۰۰ روپے ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میری وصیت تاریخ منظوری سے شائع کی جائے۔ العبد فیض دین۔ گواہ شد منشی عزیز احمد کارکن وصیت ربوہ۔ گواہ شد عبدالعزیز پریذیڈنٹ دارالصدر "ج" ربوہ ☆

مثل نمبر ۱۷۷۵۸ میں حسین بی بی زوجہ فیض محمد صاحب قوم گل پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۵ء ساکن دارالرحمت وسطی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۴/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے زیور کانٹے طلائی وزنی ایک تولہ مالیتی ۔/۱۲۵ روپے حق مہر مبلغ یکصد روپے بذمہ خاوند واجب الادا ہے میں اپنی مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میرا کوئی ذریعہ آمد نہیں اگر کسی وقت کوئی ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامتہ نشان انگوٹھا حسین بی بی۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد عبدالعزیز پریذیڈنٹ دارالصدر "ج" ربوہ ☆

مثل نمبر ۱۷۷۵۹ میں میاں خدا بخش ولد میاں اللہ دتہ صاحب قوم اعوان پیشہ بے کار عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۱ء ساکن بھیرہ ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵/۴/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری ماہوار آمدنی کوئی نہیں ہے۔ میرا مکان پختہ محلہ اسلامیہ باغ برلب گول سڑک بھیرہ ضلع سرگودھا واقع ہے جس کی قیمت اندازاً مبلغ تین ہزار روپیہ ہے۔ مذکورہ مکان کی قیمت کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ جائیداد رقم ہذا سے جو بھی ادائیگی ہوتی رہے وہ منہا سمجھی جائے اور بوقت وفات جو کچھ اور بھی جائیداد ثابت ہو اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد خدا بخش بقلم خود۔ گواہ شد محمد یوسف بی اے بی ٹی امیر جماعت احمدیہ بھیرہ۔ گواہ شد فضل الرحمن ولد حاجی عبدالرحمن بھیرہ ☆

مثل نمبر ۱۷۷۶۰ میں شان محمد شیخ ولد شیر محمد شیخ قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۵۲ سال تاریخ بیعت ۱۷/۹/۴۲ ساکن [illegible] بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳/۳/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ ۔/۲۱۹ روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہوگا اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے جاری کی جائے۔ العبد شان محمد شیخ پتہ بلڈنگ نمبر ۲ بہار سٹریٹ نمبر ۹-۷ بیڈن روڈ لاہور۔ گواہ شد عبدالواحد خان۔ گواہ شد سربلند پنشنر ☆

مثل نمبر ۱۷۷۶۲ میں مستری غلام محمد ولد جمال دین صاحب قوم مغل پیشہ نجاری عمر ۳۴ سال تاریخ بیعت یکم جنوری ۱۹۳۳ء ساکن احمد نگر ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۲/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد ایک مکان خام واقعہ احمد نگر مالیتی ۔/۴۰۰ روپے اور ایک قطعہ اراضی واقعہ محلہ دارالنصر ربوہ مالیتی ۔/۲۵۰ روپے کا رقبہ ۱/۴ مرلے ہے (ایک کمرہ ایک باورچی خانہ ہے مکان واقعہ احمد نگر) میں اپنی مذکورہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میرا گذارہ اس وقت میری آمد پر ہے جو اس وقت [illegible]

اپنی سالانہ آمد کے جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میری وصیت یکم مئی ۱۹۶۵ء سے منظور فرمائی جائے۔
العبد مستری غلام محمد۔ گواہ شد محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد محمد صادق

مثل نمبر ۱۷۷۶۴ میں عبد الغفور زنار ولد عبد الکریم صاحب قوم لوہار پیشہ تبلیغ عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن بیلا دیو رورکاں ڈاکخانہ کھٹیالہ رورکاں ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/۴/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں کیونکہ میرے والدین زندہ ہیں لیکن فی الحال خاکسار کو وقف جدید کی طرف سے ۶۰/- روپے ماہوار ملتے ہیں میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں کوئی جائداد اپنی زندگی میں پیدا کروں تو اس کی مجلس کارپرداز کو اطلاع دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ بعد وفات اگر کوئی میراثرکہ ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ (نوٹ) اگر زندگی میں خاکسار کوئی رقم یا کوئی جائداد دفتر از صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لے تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی میری وصیت مئی ۱۹۶۵ء سے منظور کی جائے۔ العبد عبد الغفور زنار معلم وقف جدید ربوہ۔ گواہ شد ضیاء الدین کارکن وقف جدید۔ گواہ شد شرافت احمد کارکن وقف جدید

مثل نمبر ۱۷۷۶۸ میں محمد صفدر ولد نثار خان صاحب مرحوم قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۴/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے میری زرعی اراضی ۲ گھماؤں واقع کالیکے ناگرہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں ہے جسکی قیمت اسوقت ۶۰۰۰/- روپے ہے اس سے مجھے سالانہ آمد ۱۲۰/- روپے ہوتی ہے۔ میرا ایک مکان واقع کالیکے ناگرہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں ہے جسکی قیمت اسوقت قریباً ۱۲۰/- روپے ہے اسکے علاوہ میری کوئی آمد اور جائداد نہیں۔ میرا گزارہ فقط جائداد پر نہیں بلکہ میں ملازمت کرتا ہوں جس کے ذریعہ مجھے ۔/- روپے تنخواہ ملتی ہے میں اپنی ماہوار آمد اور جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی آمد یا جائداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جس قدر میراثرکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد انجمن کے حوالے کرکے یا داخل کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ العبد محمد صفدر۔ گواہ شد عبد الشکور اسلم۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد

مثل نمبر ۱۷۷۷۰ میں قادر بخش ولد احمد بخش قوم ارائیں پیشہ زمینداری عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۹۵/ر.ب ڈاکخانہ سر شمیر روڈ ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۴/۲/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے جو کہ میری ملکیت ہے اسکے علاوہ میری کوئی اور آمد نہیں زرعی زمین چار کنال تیرہ مرلے واقع چک ۸۹ ر.ب ضلع لائلپور۔ اسکی موجودہ قیمت ۱۱۶۲-۸ روپے (فی کنال ۲۱/۲ سو روپے) میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ العبد قادر بخش (نشان انگوٹھا) گواہ شد محمد عبد اللہ بقلم خود۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔

مثل نمبر ۱۷۷۷۱ میں محمد صادق ولد میاں علی محمد قوم شیخ انصاری عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن جھنگ صدر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے صرف ایک گھڑی کی قیمت ۹۰/- روپے ہے میں اپنے والدین کے ہمراہ کام کرتا ہوں جو کہ مجھے مبلغ چالیس روپے ماہوار جیب خرچ کے دیتے ہیں میں اپنے خرچ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر والدین علیحدہ کرکے کوئی جائداد میرے نام منتقل کرا دیں یا میں کوئی جائداد خود پیدا کروں یا ان کی زندگی کے بعد بطور ترکہ جو جائداد مجھے ملے تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی نیز اپنی آمد کی کمی بیشی کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتا رہونگا۔ میری اس وصیت کو یکم مئی سے منظور فرمایا جائے۔ العبد محمد صادق ولد میاں علی محمد صاحب بازار کھیتیانوالہ جھنگ صدر۔ گواہ شد علی محمد سیکرٹری مال جھنگ صدر۔ گواہ شد قدرت اللہ بقلم خود جھنگ صدر

مثل نمبر ۱۷۷۷۲ میں بشارت احمد شاکر ولد حکیم عبد الرحمن صاحب مرحوم قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸/۲/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے ۱۰ مرلہ زمین رہائشی پلاٹ واقع محلہ دار النصر ربوہ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت وقت تحریر وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں بمد حصہ جائداد داخل کردوں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم

یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع بھی مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۵۰ روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ العبد بشارت احمد شاکر مارٹن پور بلاک نمبر ۳ گلبہار مارٹن پور کراچی نمبر ۱۲۔ گواہ شد محمد خلیل عالم فاروقی گواہ شد مسعود احمد مجاہد +

مثل نمبر ۱۷۷۷۹ میں گھنیں ولد بھو قوم ملائی پیشہ زمینداری عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۸ء ساکن چک ۸۸ سرگودھا ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۱۰ ۔م حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ میری کوئی آمد نہیں۔ زرعی زمین بارہ کنال واقع چک ۸۸ سرگودھا ضلع لائلپور قیمت فی کنال چار سو روپیہ کل موجودہ قیمت -/۴۸۰۰ روپیہ ہیں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نشان انگوٹھا گھنیں۔ گواہ شد حیان محمد بقلم خود۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔

مثل نمبر ۱۷۷۸۰ میں خواجہ صفی الدین قمر ولد قمر الدین قوم کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱۵ ۔م حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۹۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری یہ وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ العبد صفی الدین قمر انسپکٹر بیت المال ربوہ۔ گواہ شد قمر الدین (مولوی فاضل) دارالصدر ربوہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔

مثل نمبر ۱۷۷۸۲ میں مستری نور محمد ولد وزیر علی صاحب قوم راجپوت پیشہ موٹر مکینک عمر ۵۰ سال اندازاً تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ڈاکخانہ ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷/۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت ایک مکان محلہ دارالنصر غربی ربوہ میں ہے جسکی اندازاً قیمت -/۲۰۰۰ روپیہ ہے اسکے علاوہ میری کوئی آمد یا جائداد نہیں لیکن میرا گزارہ میری پنشن ماہوار پر ہے جسکے علاوہ کبھی کبھی کوئی کام مل جائے تو -/۱۰ روپیہ آمد ہو جاتی ہے۔ چونکہ آجکل فارغ ہوں اور کوئی مستقل ذریعہ آمد نہیں اسلئے آمد کی تفصیل ہے انشاءاللہ کام ملنے پر جس قدر بھی آمد ہوگی اسکا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میری وفات کے بعد جو متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد مکان اور آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں میری وصیت آج سے ہی منظور فرمائی جائے۔ العبد نور محمد بقلم خود محلہ دارالنصر غربی مالک موٹر ورکشاپ ربوہ۔ گواہ شد فیروز دین بشیر انسپکٹر تحریک جدید۔ گواہ شد ملک گل محمد بشیر دارالنصر غربی ربوہ +

مثل نمبر ۱۷۷۸۸ میں چراغ الدین ٹھیکیدار ولد تھیکے خان صاحب قوم پوڈ جٹ پیشہ کاروبار عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن محلہ دارالنصر شرقی ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ اپریل ۱۹۵۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ -/۱۰۰ روپیہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد چراغ الدین محلہ دارالنصر شرقی ربوہ۔ گواہ شد حبیب اللہ شاد محلہ دارالنصر شرقی۔ گواہ شد ڈاکٹر سراج الدین صدر محلہ دارالنصر شرقی ربوہ +

مثل نمبر ۱۷۷۹۱ میں محمد دین ولد نظام الدین قوم ارائیں پیشہ دکانداری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱۴ ۔م حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ ایک پختہ مکان واقع محلہ دارالرحمت شرقی قیمتی -/۵۰۰۰ روپیہ اس مکان میں ہم چار بھائی برابر کے شریک ہیں میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میرا گزارہ میری ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۱۵۰ روپیہ

ماہوار ہے میں اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری وصیت ۲/۶۴ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد راجا محمد دین گولبازار ربوہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد مرزا عبدالحق شاکر واقف زندگی

مثل نمبر ۱۷۷۹۴ میں غفور احمد ولد احمد خان قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک نمبر ۲ ڈاکخانہ چک نمبر ۳ ڈیری فارم ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۶ ۲/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں اگر کسی وقت کوئی جائداد پیدا کروں تو بوقت وفات میرا جو متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ۱۵۸/۲۰ روپے ماہوار ہے میں اپنی آمد جو بھی ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد غفور احمد ٹائم سپرنٹنڈنٹ الیکٹریسٹی سب ڈویژن تربیلا ڈیم پراجیکٹ ضلع مردان۔ گواہ شد وسیم الدین احمد صدر تربیلا ڈیم کالونی ضلع ہزارہ۔ گواہ شد خلیل الرحمن بقلم خود ۔

مثل نمبر ۱۷۷۹۵ میں رشید احمد ولد کالو خان صاحب قوم ملک ہرل پیشہ زراعت عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک 1/M.L ضلع میانوالی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۵ ۲/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد غیر منقولہ حسب ذیل ہے نیز زمین ۱۵ کلے قیمت ۱۵ ہزار روپیہ چونکہ زمین مذکور گورنمنٹ سے قسط پر لگی ہے بدیں وجہ اسکی قسطیں بھی قابل ادا ہیں جو کہ عرصہ بیس سال میں ادا کی جائینگی۔ مکان خام قیمت ۵۰۰/- روپے ہے۔ جائداد منقولہ جانور قیمت ۵ صد روپیہ زمین سے بھی کچھ صد روپیہ سالانہ کی آمد ہے اسکے علاوہ پنشن ۲۸/۵۰ روپے ماہوار ہے میں اپنی مندرجہ جائداد اور آمد کے جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد رشید احمد ولد کالو خان ساکن چک 1/M.L ڈاکخانہ خاص ضلع میانوالی۔ گواہ شد محمد قاسم خان دفتر وصیت ربوہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور

مثل نمبر ۱۷۸۰۰ میں نعیم احمد ولد محمد عبداللہ صاحب قریشی قوم قریشی پیشہ طالبعلم عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چنیوٹ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۷ ۲/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مجھے ماہانہ ۱۵ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے سو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں اور برسر روزگار ہونے پر تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے جاری فرمائی جائے۔ العبد نعیم احمد۔ گواہ شد محمد عمر بشیر احمد صدر جماعت احمدیہ چنیوٹ۔ گواہ شد محمد عبداللہ قریشی (والد موصی) ۔

مثل نمبر ۱۷۸۰۴ میں گل شیر خان ولد ملک محمد دین صاحب مرحوم قوم کھوکھر پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت اگست ۱۹۵۳ء ساکن میانوالی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۴ ۱/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت ایک مکان فیکٹری ایریا ربوہ جسکی قیمت مبلغ ۲ ہزار پچاس روپیہ ہے اور میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ ۱۵۰ روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت یکم مئی ۱۹۶۵ء سے جاری فرمائی جائے۔ العبد گل شیر خان۔ گواہ شد سید عزیز احمد شاہ مربی سلسلہ۔ گواہ شد محمد حنیف قمر بقلم خود

مثل نمبر ۱۷۸۰۹ میں قدرت اللہ ولد عبدالکریم قوم ارائیں پیشہ ملازمت تاریخ بیعت پیدائشی ساکن سمندری ضلع لائلپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱ ۳/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے میری زرعی اراضی حسب ذیل ہے۔ زرعی اراضی ایک کیلہ واقع سمندری مالیتی ۸۰۰۰/- روپے زرعی اراضی سوا چھ کیلے واقع چک نمبر ۴۸۶ ضلع لائلپور مالیتی ساڑھے بارہ ہزار روپیہ۔ اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو ۱۰۸/- روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ العبد قدرت اللہ بقلم خود۔ گواہ شد سید محمد حسین۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا ۔

مثل نمبر ۱۷۸۱۰ میں رفیق احمد ولد چوہدری عزیز احمد باجوہ قوم جٹ باجوہ پیشہ زمینداری عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ظفرآباد دلاجیبی ڈاکخانہ ٹنڈو لاٹکا ضلع حیدرآباد بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۱ ۳/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد کوئی نہیں اگر کوئی جائداد زندگی میں پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد جو ترکہ ثابت ہو

بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ہوگی۔ میرا گزارہ بصورت جیب خرچ ماہوار جو والد صاحب کی طرف سے ملتا ہے مبلغ -/۱۰۰ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے جاری کی جائے۔ العبد رفیق احمد سکنہ ظفر آباد دلاہی ڈاکخانہ لانگا براستہ شنڈو الہ یار ضلع حیدر آباد۔ گواہ شد ناصر احمد سکنہ دار الصدر غربی ربوہ۔ گواہ شد چوہدری محمد ابراہیم انسپکٹر وصایا +

مثل ۱۷۸۱۱ میں سید حسین شاہ ولد سید سردار حسین شاہ قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن عارف والا ۲۹/E ڈاکخانہ عارف والا ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ -/۱۵۰ روپے ماہوار ہے میں اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد سید حسین شاہ ۲۹/E عارف والا۔ گواہ شد عزیز اللہ پریذیڈنٹ عارف والا۔ گواہ شد خالد ہاشمی بقلم خود +

مثل ۱۷۸۱۵ میں محمد بشیر ولد چوہدری محمد شریف صاحب قوم جاٹ باجوہ پیشہ طالبعلمی عمر ۲۰ سال ۷ ماہ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کنال پال منٹگمری ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶ اگست ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گزارہ صرف جائداد کی آمد پر ہے میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اراضی تقریباً ایک مربع (ایک مربع سے کچھ کم) واقع چک ۵۶/5.D جنگل بالیت -/۱۵۰۰ روپے فی ایکڑ کے حساب سے کل -/۳۵۰۰۰ روپے قیمت ہے۔ العبد محمد بشیر ولد چوہدری محمد شریف صاحب کنال پال روڈ منٹگمری۔ گواہ شد نذیر احمد خان۔ گواہ شد منصور احمد +

مثل ۱۷۸۱۶ میں نعیم احمد ولد سید محمد طفیل شاہ صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمرہ ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن دکان شفا میڈیکو متصل میو ہسپتال لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۲/۶۵ ۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ -/۱۰۰ روپے ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد نعیم احمد بقلم خود۔ گواہ شد سربلند نشتر ۸ بی گواہ شد عبد الواحد لاہور

مثل ۱۷۸۱۹ میں داؤد احمد ولد چوہدری محمد اسلم صاحب قوم جٹ کاہلوں پیشہ طالبعلم عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۲/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مجھے بطور جیب خرچ ماہوار -/۱۰ روپے ملتے ہیں میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کے جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور کی جائے۔ العبد داؤد احمد ابن چوہدری محمد اسلم صاحب کاہلوں دار الصدر غربی (ب) ربوہ۔ گواہ محمد ابراہیم ناصر ایم اے۔ گواہ شد اللہ بخش صدر محلہ دار الصدر ربوہ +

مثل ۱۷۸۲۰ میں محمد افضل ولد حوالدار نور احمد خان صاحب قوم راجپوت تھہال پیشہ طالبعلم عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ضلع جھنگ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری نہ کوئی آمد ہے نہ ہی کوئی جائداد ہے۔ میں طالبعلم ہوں میرا -/۱۰ روپے ماہوار جیب خرچ ہے جو والدین کی طرف سے ملتا ہے میں اپنے اس جیب خرچ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں آئندہ اگر کوئی آمد یا جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع بھی مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد افضل الیکٹریکل ہوسٹل گورنمنٹ انجینئرنگ سکول 6/E رسول ضلع گجرات۔ گواہ شد نور احمد (والد موصی)

مثل ۱۷۸۲۵ ۔ میں حمید احمد علی ولد میاں محمد بشیر احمد علی صاحب قوم شیخ پیشہ تجارت عمرہ ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن جھنگ صدر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۵/۲/۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری منقولہ یا غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں ہے ۔ میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ اپنا بھی کام کرتا ہوں ۔ والد صاحب مجھے یکصد روپیہ جیب خرچ دیتے ہیں ۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر میری آمد میں کوئی کمی یا زیادتی ہوئی تو اس کی اطلاع سیکرٹری انجمن کارپرداز کو دیتا رہونگا ۔ اگر میرے مرنے پر میری کوئی جائداد ثابت ہوئی تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ نیز میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے جاری کی جائے ۔ العبد حمید احمد علی جھنگ صدر ۔ گواہ شد ماسٹر علی محمد سیکرٹری وصایا جھنگ صدر ۔ گواہ شد محمود احمد علی جھنگ صدر +

مثل ۱۷۸۲۹ ۔ میں احمد دین ولد محمد الدین قوم ملک پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۵/۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری موجودہ جائداد پانچ مرلے زمین واقع محلہ دار الیمن مالیتی تقریباً ۲۰۰/- روپے ہے اور اس کے علاوہ ایک ربڑھے میں نصف حصہ میرا ہے جو مالیتی ۲۰۰/- روپے ہے ۔ اسکے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں ہے ۔ میں ملازمت کرتا ہوں میری ماہوار آمد ۷۲/- روپے ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ادا کرتا رہونگا ۔ اگر اسکے بعد کوئی آمد یا جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ میرے مرنے کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے نافذ سمجھی جائے ۔ العبد احمد دین دفتر امور خارجہ ربوہ ۔ مسعود احمد کارکن دفتر امور خارجہ ۔ گواہ شد محمد دین سیکرٹری وصایا دار الصدر شرقی ربوہ ۔

مثل ۱۷۸۳۰ ۔ میں نبی بخش ولد امام الدین صاحب قوم ملک پیشہ ملازمت عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۵/۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری کوئی جائداد نہیں ۔ میں معمولی کاروبار مزدوری وغیرہ کرکے گزارہ کرتا ہوں جس سے میری ماہوار آمد اندازاً ۳۰/- روپے ہو جاتی ہے ۔ میں اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ میری وفات کے بعد اگر کوئی متروکہ ثابت ہوگا تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے نافذ سمجھی جائے ۔ العبد نشان انگوٹھا نبی بخش دار الصدر شرقی ربوہ ۔ گواہ شد نصیر احمد دفتر امور خارجہ ۔ گواہ شد محمد دین سیکرٹری وصایا دار الصدر شرقی ربوہ +

مثل ۱۷۸۳۱ ۔ میں غلام حسین ولد حاکم خان قوم راجپوت پیشہ زمینداری عمر ۷۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۳ء چک ۸۵ ج ب ڈاکخانہ خاص ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۵/۲/۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے ۔ زرعی زمین دو کنال ۱۲ ایکڑ واقع چک ۸۵ ج ب ضلع لائلپور مالیتی ۲۶ ہزار پانچسو روپے میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات پر میرا جو متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی لیکن میرا گزارہ صرف اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے مجھے اسوقت مبلغ ۱۵/- روپے ماہوار پنشن ملتی ہے ۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کراتا رہونگا ۔ العبد غلام حسین ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور سیکرٹری وصایا ۔ گواہ شد عبد القیوم

مثل ۱۷۸۳۴ ۔ میں محمود احمد ولد مولوی قدرت اللہ صاحب قوم جٹ پیشہ تجارت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۵/۴/۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں ۔ میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے جو کہ میری ملکیت ہے ۔ ایک عدد پلاٹ پانی ٹانک روڈ قیمت اندازاً ۱۰۰۰۰/- روپے ۔ ایک عدد پلاٹ میکانگی روڈ قیمت اندازاً ۱۵۰۰۰/- روپے کل قیمت جائداد ۲۵۰۰۰/- روپے ہے ۔ میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں ۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی ۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی ۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی ۔ میرا گزارہ فقط جائداد پر ہی نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو کہ اسوقت ۱۲۰۰/- روپیہ ماہانہ ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کراتا رہونگا میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے ۔ العبد محمود احمد ۔ محمود اینڈ سنز شارع اقبال کوئٹہ ۔ گواہ شد محمد عبد الرحمن بقلم خود ۔ گواہ شد بشیر احمد بقلم خود +

مثل ۱۷۸۳۵ ۔ [illegible]

خانہ داری عمر ۲۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کوئٹہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد منقولہ حسب ذیل ہے جو کہ میری ملکیت ہے۔ چوڑیاں ۲۲ عدد قیمت -/۲۲۰۰ روپیہ کنگن چوڑی ۴ تولہ قیمت -/۴۰۰ روپے۔ ہار سونے کا ایک عدد ۱۲ تولے قیمت -/۱۲۰۰ کانٹے دو جوڑی ۳ تولے قیمت -/۳۰۰ روپے بالیں ۶ جوڑے ۵ تولے قیمت -/۷۰۰ روپے۔ انگوٹھیاں سات عدد ۴ تولہ -/۴۰۰ روپے۔ ایک عدد تلّی ڈائمنڈ قیمت -/۵۰۰ روپے حق مہر مبلغ -/۱۰۰۰ روپے جو کہ میں وصول کر چکی ہوں۔ اسکے علاوہ میرا ایک مکان نیم تعمیر شدہ) جو کہ کوئٹہ روڈ پر واقع ہے یہ بھی میری ملکیت ہے اور اسکی اندازاً قیمت -/۵۰۰۰ روپے کل قیمت جائداد کی مبلغ -/۱۰۷۰۰ روپے ہے اور میرے مکان تعمیر شدہ سے مجھ کو -/۳۰ روپے ماہوار کرایہ بھی ملتا ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بمد جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالے کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد جو میرا ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے نافذ ہوگی۔ الامتہ صادقہ تسنیم۔ گواہ شد میاں بشیر احمد برکشن روڈ کوئٹہ۔ گواہ شد محمود احمد (خاوند موصیہ)

مثل نمبر ۱۷۸۳۸ میں مبارکہ صدیقہ زوجہ راشد احمد صاحب قوم کھوکھر پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۶/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ حق مہر ایک ہزار روپیہ جو میرے خاوند کے ذمہ واجب الادا ہے۔ کانٹے و ہار طلائی قیمت -/۲۲۵ روپے اندازاً وزن ۲½ تولہ انگوٹھی کانٹے آٹھ ماشہ۔ اسکے علاوہ اور کوئی جائداد نہیں۔ اس تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اسوقت میری کوئی آمد نہیں اسکے علاوہ بھی اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی نیز میری وفات کے وقت جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ الامتہ مبارکہ صدیقہ زوجہ راشد احمد صاحب دفتر تحریک جدید ربوہ۔ گواہ شد راشد احمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد حسن محمد خان عارف وکیل التبشیر

مثل نمبر ۱۷۸۳۹ میں حکیم رحمت علی ولد حکیم میرا بخش قوم بٹ پیشہ حکمت عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت جنوری ۱۹۱۸ء ساکن اوکاڑہ ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۶/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد غیر منقولہ ایک مکان پختہ رقبہ چار مرلے واقع محلہ ڈی بلاک مکان نمبر $\frac{B-II-1-S}{57}$ اوکاڑہ شہر میں مشترکہ ہے جسمیں ۱/۲ حصہ والدہ مکرمہ کا ہے اور ۱/۲ حصہ میرا ہے۔ ۱/۲ حصہ میرے حقیقی بھائی ہدایت علی صاحب کا ہے۔ کل مکان مبلغ -/۲۰۰۰ روپیہ ہے جسمیں -/۵۰۰ روپے کی مالیت میری ملکیت ہے۔ مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر کوئی اور جائداد زندگی میں پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد جو متروکہ ثابت ہوگا اسکے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ مالک ہوگی۔ میرا گزارہ ماہوار آمد بذریعہ طبابت مبلغ -/۱۰۰ روپیہ ہے تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ العبد حکیم رحمت علی مکان نمبر $\frac{B-II-1-S}{}$ ڈی بلاک اوکاڑہ ضلع منٹگمری گواہ شد حاکم علی سیکرٹری مال۔ گواہ شد محمد ابراہیم السیکرٹری وصایا +

مثل نمبر ۱۷۸۴۱ میں محمد علی ولد مرزا امرناتھ سنگھ قوم اچھوت کھتری نو مسلم پیشہ ملازمت عمر ۳۸ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۱ء ساکن اوکاڑہ ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۶/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں مجھے جماعت اوکاڑہ کی طرف سے مبلغ -/۲۵ روپے بطور خادم مسجد ملتے ہیں میں اپنی آمد جو بھی ہوگی اسکا ۱/۱۰ حصہ تا زندگی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہونگا۔ اسکے علاوہ میرے پاس نقد جمع شدہ روپیہ اور گھر کا سامان برتن وغیرہ بھی تقریباً -/۶۰ روپیہ یعنی کل مبلغ -/۳۲۰ روپے ہیں اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں اگر کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد علی ولد مرزا امرناتھ سنگھ خادم مسجد احمدیہ اوکاڑہ ضلع منٹگمری۔ گواہ شد حاکم علی سیکرٹری مال اوکاڑہ۔ گواہ شد قریشی عبداللطیف +

مثل نمبر ۱۷۸۴۲ میں ملک محمد اکرم ولد ملک محمد حسین صاحب قوم اعوان پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ہچکو ڈاکخانہ بھیرہ ضلع سرگودھا حال ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۶/۶۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری جائداد تقریباً سات ایکڑ زرعی زمین اور ایک مکان پختہ موضع ہچکو ضلع سرگودھا میں واقع ہے جسکی قیمت اندازاً -/۴۰۰۰ روپے ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا لیکن میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت -/۹۰ روپے ماہوار ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ نیز میری وفات کے بعد جو جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے جاری کی جائے۔ العبد محمد اکرم کارکن دفتر خلافت لائبریری ربوہ۔ گواہ شد ...

حضرت حاجی محمد الدین صاحب درویش قادیان

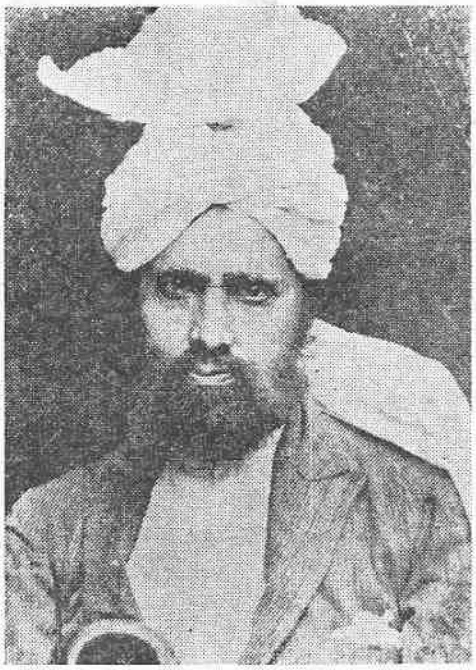

حضرت حاجی صاحب مرحوم موضع تہال ضلع گجرات کے رہنے والے تھے - ۱۹۰۳ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے - تقریباً چوراسی سال کی عمر میں مورخہ ۱۷ جون ۱۹۶۵ کو وفات پائی - اناللہ وانا الیہ راجعون - تقسیم ہند کے بعد حفاظت قادیان کے سلسلہ میں شروع سے آخر تک درویشی کی زندگی اختیار کی - نہائیت ہی متواضع اور متورع بزرگ تھے - ساری عمر نیکی اور تقویٰ میں بسر کی - انکے چھ لڑکے اور سات لڑکیاں ہیں - دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت حاجی صاحب کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کا حامی و ناصر ہو - آمین -

مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب طاہر آف ڈھاکہ

۲۰ مئی ۶۵ء کو قاہرہ کے نزدیک ہوائی جہاز کے حادثہ میں شہید ہو گئے - اناللہ وانا الیہ راجعون آپ سلسلہ احمدیہ نہایت مخلص اور سرگرم کارکن تھے - بچپن سے ہی پرجوش خادم تھے - سیالکوٹ کے رہنے والے اور مکرم ڈاکٹر چوہدری خلیل احمد صاحب ناصر آف امریکہ کے منجھلے بھائی تھے - اپنی خدمات سلسلہ کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ مشرقی پاکستان کی مجلس عاملہ کے باقاعدہ رکن تھے - ایک وقت میں آٹھ ماہ تک قائمقام امیر بھی رہے ہیں - دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بیوی بچوں کا حافظ و ناصر ہو - آمین یا رب العالمین -

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا

خریدار حضرات سے ایک ضروری گزارش

ماہنامہ الفرقان ایک تبلیغی مجلہ ہے جو پاکستان میں پندرہ برس سے جاری ہے۔ عیسائیت اور بہائیت کے بارے میں اس کے مقالات اپنا خاص اثر رکھتے ہیں۔ فضیلت اسلام پر اس کے مضامین کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ احمدیت کے دشمنوں کے دفاع میں اسے بلند مقام حاصل ہے۔ یہ بات ہم نہیں کہہ رہے بلکہ اپنے اور بیگانے اس کا اعتراف کر رہے ہیں۔ و ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

یہ رسالہ کسی انجمن یا ادارہ کی طرف سے جاری نہیں جو اس کے مادی خسارہ کو پورا کرنے والا ہو۔ بایں ہمہ یہ رسالہ طالبان حق کی ایک خاصی تعداد کو مفت جا رہا ہے۔ درویشان قادیان کے احترام کے طور پر ان سے شروع سے رسالہ کی نصف قیمت لی جا رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ اندریں حالات رسالہ کی مالی معاونت بہت بڑے ثواب کا ذریعہ ہے۔ مقام شکر ہے کہ بعض خاص معاونین یہ کام سر انجام دیتے رہے ہیں۔ لیکن مجھے ان خریدار حضرات سے ضرور شکوہ ہے جو رسالہ کا چندہ ادا نہیں کرتے یا بروقت ادا نہیں کرتے۔ ایسے بقایادار اصحاب کی بھی خاصی تعداد ہے اور اس وقت بقایا کی رقم پانچ ہزار کے لگ بھگ ہے۔

اب فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ ایسے بقایادار حضرات کے نام جولائی ۶۵ء کا یہ رسالہ آخری طور پر بھیجا جائے۔ علاوہ ازیں انہیں بعدازاں بذریعہ خط ایک آخری مرتبہ یاددہانی بھی کرا دی جائیگی اور وصولی کی کوشش کی جائیگی۔ مینجر اور دفتر کا عملہ کوشش کریگا کہ جملہ بقایاجات جلد وصول ہو جائیں لیکن اس کے باوجود جن دوستوں کی طرف سے بے اعتنائی رہیگی ان کے اسمائے گرامی مع رقم بقایاجات مجبوراً نئے سال کے پہلے رسالہ میں بغرض ریکارڈ شائع کر دئیے جائینگے اور ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائینگے۔ و افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد

رسالہ صرف ان دوستوں کے نام جاری رہے گا جو بقایادار نہ ہونگے

ربوہ ۱۰-۷-۱۹۶۵ خاکسار ابوالعطاء جالندھری